پہلا خیال جو میرے ذہن میں آیا وہ یہی تھا کہ بھیدہ خیریت سے ہو' میں ان کے کار ہی کے قریب بائیک روکی اور اپنا پسٹل نکال لیا۔ میں نے کار کو غور سے دیکھا' اس میں کوئی نہیں تھا۔ میں نے فوراً ہی گیٹ کھولا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ اندر سناٹا تھا' لیکن سب کچھ معمول کے مطابق لگ رہا تھا۔ مویشی بڑے سکون سے تھے۔ تبھی بھیدہ ٹوکری میں چارہ لیے نمودار ہوا تو میری سانس میں سانس آئی۔ میں نے اشارے سے پوچھا کہ سب خیریت ہے تو اس نے سر ہلاتے ہوئے اندر کی جانب اشارہ کیا اور بولا۔

''ایک بندہ تمہارا اندر بیٹھا انتظار کر رہا ہے۔''

''کون ہے۔'' میں نے پوچھا اور اندر کمرے کی سمت بڑھا۔

''میں نہیں جانتا۔'' اس نے کہا اور چارہ مویشیوں کے آگے پھینک دیا۔ میں اندر گیا۔ تو سادہ لباس میں بیٹھے ہوئے افضل رندھاوے کو دیکھ کر چونک گیا۔ اس وقت وہ اپنی عمر سے کہیں زیادہ دکھائی دے رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اٹھ گیا۔ میں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اس نے مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''جمال..... !میں اس وقت تیرے ڈیرے پر ایک دوست کی حیثیت سے آیا ہوں۔ میری باتیں سن لینا' پھر فیصلہ تو بہرحال تم نے ہی کرنا ہے۔''

''آپ بیٹھیں' اور جی بھر کے باتیں کریں..... اگر آپ دوست بن کر آئے ہیں تو مجھے بھی اپنا دوست ہی پائیں گے.....'' میں نے سامنے پڑی چارپائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا' جہاں وہ پہلے بیٹھا ہوا تھا اور خود دوسری چارپائی پر بیٹھ گیا۔ وہ چند لمحے خاموش رہا' پھر سوچتے ہوئے لہجے میں بولا۔

''دیکھو' میں جو بھی ہوں لیکن آخر کار ایک سرکاری ملازم ہوں۔ میری حدود ہیں جن میں رہ کر میں اپنا کام کرتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ میں' اپنے افسروں کے حکم کا بھی پابند ہوں۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی' اور یہ زیادتی سراسر غلط فہمی کی بنیاد پر تھی۔ مجھے حکم دیا گیا تھا اور اس کے ساتھ جو معلومات دی گئی تھیں' اس میں تمہیں ایک ایسا جرائم پیشہ شخص بتایا گیا تھا جس کا پورا ایک گروہ ہے' خیر..... جو کچھ ہوا تمہارے ساتھ وہ اچھا نہیں ہوا' میں اس پر معذرت خواہ ہوں۔''

''مجھے نہیں معلوم کہ رندھاوا صاحب کہ آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں' لیکن حیرت اس بات پر ہے کہ آپ اتنا سب کچھ کرنے کے بعد' جبکہ نوکری کرنے' افسروں کا حکم ماننے کی مجبوری کے ساتھ معذرت کرنے کیوں چلے آئے۔ آپ نے تو اپنی نوکری کی' پھر یہ شرمندگی کیوں؟''

''نہیں' مجھ سے غلطی ہوئی' مجھے بھی اپنی پیشہ وارانہ دیانت داری نبھانا چاہیے تھی' میں یہ نہیں کہتا کہ تم میری بات کا یقین کرو' میں یہ بھی نہیں کہوں گا کہ تم میری معذرت قبول کرو' کیونکہ تم مجھے شک کی نگاہ ہی سے دیکھو گے۔ ایسا کبھی ہوا نہیں ہے کہ کوئی میرے ڈیپارٹمنٹ کا بندہ یوں معذرت کرنے آ جائے' یہاں تک کہ اسے کوئی مجبوری نہ ہو؟''

''چلیں' میں آپ پر شک نہیں کرتا' معذرت بھی مان لی' اب.....؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں نے اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا تو وہ دھیرے سے مسکراتے ہوئے بولا۔

''جمال.....! تم کیا سمجھتے ہو کہ دنیا اتنی ہی سادہ ہے' جتنی تم سمجھتے ہو یا پھر جتنے تم سادہ ہو؟''

''میں سمجھا نہیں؟'' میں نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جو دلیر آدمی ہوتا ہے وہ ہمیشہ سچ پر کھڑا ہوتا ہے' چاہے وقتی طور پر اسے ہزیمت اٹھانی پڑے۔ اس دنیا کا اصل مسئلہ منافقت ہے' منافق' آدمی ہی ہوتا ہے' کبھی تم نے کسی جانور میں منافقت نہیں دیکھی ہوگی' منافق انسان ہوتے ہوئے بھی حیوانوں سے بدتر ہوتا ہے۔ بظاہر منافق وقتی فتح حاصل کر لیتا ہے لیکن دراصل وہ پہلے خود ہارتا ہے' پھر ساری زندگی اپنی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ کیونکہ حسد کی آگ ہی منافقت کی طرف لے کر جاتی ہے۔ خیر.....! کہنا میں یہ چاہ رہا ہوں کہ وہ معاشرہ پرامن ہوتا ہے جہاں منافقت نہیں ہوتی۔'' وہ گھمبیر لہجے میں کہتا چلا گیا۔

''میں اب بھی نہیں سمجھا کہ آپ کہنا کیا چاہ رہے ہو؟'' اس دفع میں نے زچ ہوتے ہوئے پوچھا۔

''وہی بتا رہا ہوں' دلیر اور سچا آدمی ہمیشہ منافقوں سے مار کھاتا ہے۔ اگرچہ منافقوں کی یہ وقتی فتح ہوتی ہے' کہنا میں یہ چاہ رہا ہوں کہ اپنے اردگرد منافقوں سے بچو' کیونکہ ہمیشہ منافق ہی اعتماد حاصل کر کے اپنا وار کرتا ہے۔'' اس نے پہلے سے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا تو میں نے محسوس کیا کہ جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہے لیکن کہہ نہیں پا رہا ہے۔ اس لیے میں نے اپنے لہجے کو نرم بناتے ہوئے پوچھا۔

''رندھاوا صاحب' دراصل میں یہ سمجھنا چاہ رہا ہوں کہ آپ مجھ سے کہنا کیا چاہتے ہیں۔ آپ صاف لفظوں میں کہیں' یقین رکھیں' یہ آپ کے اور میرے درمیان ہی رہے گی۔''

''تو پھر سنو.....! یہ پیرزادوں کو اور شاہ فیملی کو اچانک ہی تم میں اتنی دلچسپی کیوں پیدا ہوگئی ہے؟'' اس نے میری جانب سوالیہ انداز سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تو میں نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔''

''مگر میں جانتا ہوں۔'' اس نے ڈرامائی انداز میں کہا۔ پھر میرے کچھ کہنے سے پہلے یہی بولا۔ ''اس پورے علاقے میں تیرے جیسا' بہادر' نڈر اور فنکار قسم کا کوئی دوسرا بندہ نہیں ہے۔ دونوں خاندان بظاہر ایک دوسرے کے دشمن اور حریف دکھائی دیتے ہیں لیکن اندر سے یہ دونوں ایک ہی ہیں۔ ان کی ساری پلاننگ دو باتوں پر ہوتی ہے' ایک تو یہ کہ عوام کو آپس میں لڑاتے رہیں تاکہ ان کی حکمرانی قائم رہے' دوسرا عوام میں سے اٹھنے والے تیرے جیسے بندے یا کوئی بھی طاقت ور گروہ کو وہ اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ نہ قابو میں آئیں تو انہیں ختم کر دیتے ہیں اور یہ سارا عمل منافقت کا ہے۔ کیا تم اور میں نہیں جانتے کہ ان کے ڈیروں پر کیسے کیسے اشتہاری پڑے ہوتے ہیں۔ انہیں کیوں رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ وہ معاشرے کے' عوام کے اور قانون کے مجرم ہیں۔ میرے ہاتھ بندھے ہیں کہ میں ان پر ہاتھ ڈالنے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی ہاتھ نہیں ڈال سکتا کہ سیاسی دباؤ اور گروپ بندیوں نے میرے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں اور تم جیسے لوگ شعور نہیں رکھتے' بس لاشعوری طور پر ان کی انگلیوں پر ناچتے چلے جاتے ہیں۔'' وہ بے حد جذباتی ہوگیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''آپ ٹھیک کہتے ہیں رندھاوا جی' لیکن جب قانون کچھ نہیں کر سکتا تو ہم کیا کریں' آپ لوگ کس لیے ہیں؟ ہم اگر ہتھیار اٹھاتے ہیں تو مجرم بن جاتے ہیں ایک اور اشتہاری پیدا ہو جاتا ہے۔''

''یہی تو' یہی تو میں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں جمال کہ اس سسٹم میں سوائے اشتہاری پیدا ہونے کے کیا ہوتا ہے۔ کیونکہ جہاں انہیں یہ پیدا کرتے ہیں' وہاں انہی کی حفاظتی دیوار بنا کر خود کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ کیا یہ ایک دوسرے کے بارے میں نہیں جانتے کہ یہ کتنے بڑے جرائم پیشہ ہے لیکن سیاسی میدان میں نورا کشتی کرتے ہیں۔ خیر..... ! میں تمہیں یہ بات اس لیے سمجھانے آیا ہوں کہ مجھے یہ پتا چلا ہے کہ شاہ دین تجھے اپنے پتر شاہ زیب کا باڈی گارڈ رکھنا چاہتا ہے اور پیر زادہ ایسا نہیں چاہتا' وہ تم سے لڑے گا نہیں بلکہ تم پر مزید احسان کرنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن خدا کے لیے تم اپنی طاقت بچا کر رکھنا۔'' اس بار اس کے لہجے میں درد تھا۔

''میں سمجھ گیا ہوں' آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔ ایسا نہیں ہوگا۔'' میں نے اسے یقین دلایا تھا اسی لمحے میرے ذہن میں ایک خیال رینگ گیا۔ میں نے شدت سے یہ خواہش کی کہ کاش رندھاوا اپنے طور پر یہ خواہش مجھ سے کہہ دے۔

''اگر تم سمجھ ہی گئے ہو تو یاد رکھو' وقت تمہارا ہوگا۔ میرے لائق اگر کوئی خدمت ہو تو بتانا۔'' اس نے اٹھتے ہوئے کہا تو مجھے مایوسی ہونے لگی۔ تبھی میں نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ بھی' اگر کوئی ضرورت محسوس کریں تو میں حاضر ہوں۔''

''عوام اور قانون کا ایک ساتھ ہو جائے تو جرائم ختم کیے جا سکتے ہیں' مگر ہماری ڈیپارٹمنٹ کی کالی بھیڑیں ان جرائم کو ختم نہیں' ان کی پرورش کر رہے ہیں ورنہ ان کی کمائی کیسے ہو؟ جیسے میرے ہی آفیسر نے مجھے ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر لیا۔ صرف ملک سجاد کو خوش کرنے کے لیے۔ ویسے اگر تم میرا ساتھ دو تو ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں۔''

''آپ جو حکم کریں لیکن.....'' میں کہتے کہتے رک گیا

''لیکن کیا؟'' وہ تیزی سے بولا

''بس رندھاوا جی پیٹھ میں چھرا مت گھونپنا' باقی آپ میری مدد کریں' میں آپ کی کر دوں گا' یہ تعلق تو اعتماد پر آگے بڑھے گا نا۔'' میں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو اس کی آنکھیں چمک گئیں۔ اس نے اپنے اندرونی جذبات کو دباتے ہوئے کہا۔

''تو پھر شروعات میں کرتا ہوں۔ ملک سجاد نے اپنے کچھ بندے یہاں بھیجے ہیں' تمہارے لیے' اور جانتے ہو وہ اس وقت کہاں ہیں؟''

''کہاں ہیں؟'' میں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''تیرے گاؤں کے حکمران' شاہ دین کے ڈیرے پر..... دونوں ایک ہی پارٹی کے ہیں' اور پہلے بھی ایک دوسرے کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ آج نہیں تو کل' کل نہیں تو پرسوں' کسی بھی دن' وہ اچانک تیرے سامنے نمودار ہوں گے اور.....'' وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

''میں وہ وقت آنے ہی نہیں دوں گا۔ آپ بس نشاندہی کرو' انہیں قانون کے ہاتھ میں دینا اور اس کی پیروی کرنا میرا کام

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے....."میں نے عزم سے کہا تو وہ خوش ہوتے ہوئے بولا۔

"نہ قانون کے ہاتھ نہ پیروی....."

"مطلب انہیں دنیا ہی سے....."میں نے کہا تو یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا

"تو پھر ہو گیا طے.....میں ان کے ساتھ کیا کرتا ہوں.....یہ تم دیکھنا....."

میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا' گرمجوشی سے ہاتھ ملا کر ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا تو اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے مجھے پھر سے یقین دلایا اور پھر تیز تیز قدموں سے ڈیرے سے باہر چلتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد گاڑی جانے کی دھیمی دھیمی آواز آئی تو میں بھیدے کے پاس جانے کے لیے بڑھا۔ میں نے اس کے پاس جا کر کہا۔

"بھیدے.....!ممکن ہے آج کے بعد میں ڈیرے پر نہ آسکوں' تم کسی بندے کا بندوبست کر لینا' اور خیال رکھنا.....آج میں دودھ لے کر جا رہا ہوں۔"

"جاؤ.....!اور فکر نہ کرنا....."اس نے کہا تو میں دودھ والا برتن اٹھا کر ڈیرے سے نکل گیا۔

سورج کی تیز روشنی نے پورے ماحول کو چمکا کے رکھ دیا تھا۔ سرد ہوائیں اب گرمی کا چولا بدل رہی تھیں۔ میں نے دودھ کا برتن ماں کو دیا' پھر ڈٹ کر ناشتہ کر چکا تو چھاکا آ گیا۔ تیکھے نقوش والے چھاکے کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ ان میں کوئی بے چینی کروٹ لے رہی ہے۔ وہ خاموشی سے میرے پاس آ کر بیٹھ گیا تو میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں اس قدر بے چین ہو؟"

"بس ویسے ہی یار' جب سے ملک سجاد کی دھمکی سنی ہے' میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ فون پر دھمکیاں تو ہر کوئی دے لیتا ہے' اصل بات تو یہ ہے کہ وہ سامنا کرے۔"

"اس نے اپنے بندے بھیج دیئے ہیں۔"میں نے کہا تو اس کی آنکھوں میں چمک لہرا گئی۔ پھر دھیمے سے لہجے میں بولا۔

"بات تو نہ بنی نہ یار' کچھ بندوں کو آگے کر کے وہ....."

اس نے کہنا چاہا' مگر میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے رندھاوا سے ہونے والی تفصیل بتا دی۔ وہ خاموشی سے سنتا رہا پھر جب میں نے کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے تو وہ بولا۔

"دیکھ لو..... بندے اگر شاہ دین کے ڈیرے پر ہیں اور ہم انہیں وہیں قابو کرتے ہیں تو معاملہ شاہ دین کی انا بن جائے گا۔ مطلب سیدھے سیدھے شاہ دین سے ٹکرانا ہوگا' اور اگر کہیں دوسری جگہ آمنا سامنا ہوتا ہے تو پھر یہ شاہ دین بے نقاب نہیں ہوگا۔"

"تو یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ انہیں شاہ دین کے ڈیرے پر ہی....."میں نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا تو وہ تیزی سے بولا۔

"تو اور کیا.....اس شاہ دین کو بھی تو پتہ چلے کہ ہم سوئے ہوئے نہیں ہیں۔ لیکن.....!اس کا فیصلہ صرف تم نے کرنا ہے کہ اس سے دشمنی نبھا پاؤ گے یا نہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ تو بعد کی بات ہے چھاکے کہ ہم دشمنی نبھا پائیں گے یا نہیں' جب دشمنی ہو ہی گئی تو کسی ایک کو تو ختم ہونا ہے' ہم یا وہ..... اور کبھی نہ کبھی تو یہ ہونا ہی ہے..... کیوں نا ابھی سہی۔'' میں نے کہا تو اس نے حتمی انداز میں پوچھا۔

''تو پھر دیکھتا کیا ہے' چل اٹھ..... نکلتے ہیں۔ کرتے ہیں ان کا کچھ نہ کچھ۔''

''مجھے رندھاوا کی طرف سے نشاندہی کا انتظار ہے۔'' میں نے کہا تو وہ بولا۔

''چل تو کر انتظار' میں کچھ دیر میں آتا ہوں۔''

''یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ گیا تو میں نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

''تو جا کہاں رہا ہے.....ۃ''

''میں آ کے بتاتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ تیزی سے باہر کی جانب چل دیا۔ میں چارپائی سے اٹھ ہی رہا تھا کہ ماں آ گئی۔ اس نے مجھے عجیب سی نگاہوں کے ساتھ دیکھتے ہوئے کہا۔

''جمال آخر وہ دن آ ہی گیا' جس کا برسوں سے ہم دونوں انتظار کر رہے تھے۔''

''ہاں ماں.....! ایک دن تو یہ آنا ہی تھا۔ بس تم میرے لیے دعا کرتی رہنا۔ ماں کی اور وہ بھی مظلوم ماں کی دعا میں بڑی طاقت ہوتی ہے اور میرا یقین ہے ماں جب تک تیری دعائیں میرے ساتھ ہیں' میرا کوئی بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔''

''بس.....! اس پیدا کرنے والے کی ذات پر بھروسہ رکھنا' میرے پتر۔ وہی زندگی اور موت دینے والا ہے۔ کبھی ظالم کا ساتھ مت دینا۔ میری دعائیں تیرے ساتھ ہیں۔ اللہ پاک تجھے کامیابیاں دے۔'' یہ کہہ کر ماں نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ لگایا' میرا ماتھا چوما اور دھیرے سے کہا۔'' جا.....! اللہ کے حوالے.....'' یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ میں نے تڑپ کر کہا۔

''ماں.....! میں اپنی جان ہار سکتا ہوں' پر تیری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔ ایسے ہی آنسو تیری آنکھوں میں تھے جب میں نے تجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنے دشمنوں سے بدلہ لوں گا' پھر اب کیوں.....؟''

''نہیں پتر.....! وہ آنسو بے بسی کے تھے لیکن یہ آنسو خوشی کے ہیں۔ میں خوش ہوں کہ تو اب اتنا بڑا ہو گیا ہے۔ اس وقت ماں باپ سر اٹھا کر چلنے کے قابل ہو جاتے ہیں' جب ان کے بچے یہ کہہ دیں کہ ہم ساری ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ تو پریشان نہ ہو میرا پتر! اور میری فکر مت کرنا۔'' ماں نے مجھے پھر سے اپنے ساتھ لگا کر نرمی سے کہا' میں کچھ دیر ماں کی چھاؤں میں رہا اور پھر الگ ہو کر باہر والے کمرے کی طرف چل دیا۔

میرے اندر بے چینی بڑھ گئی تھی۔ دوپہر ہونے کو آ گئی تھی لیکن رندھاوا کا کوئی بندہ میرے پاس نہیں پہنچا تھا۔ جب بندے کی بے چینی عروج پر پہنچ جائے تو خیالات میں وسوسے بھی اُگنے لگتے ہیں۔ ایک وسوسہ یہ تھا کہ کہیں رندھاوا میرے ساتھ کوئی کھیل تو نہیں کھیل رہا۔ میں نے اپنے طور پر ایک وقت متعین کیا اور گھر سے باہر نکلنے کی ٹھان لی۔ میں نے اپنا پسٹل دیکھا' اضافی میگزین اپنی جیب میں ڈالے اور باہر والا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا' ایسے میں چھاکے نے اپنی بائیک روکی اور سیدھا میری طرف بڑھا۔ مجھے تنہا پا کر بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''رندھاوا ٹھیک کہتا ہے جمالے' بندے شاہ دین کے ڈیرے پر موجود ہیں۔''

''تجھے کیسے پتہ چلا۔'' میں نے خود پر بمشکل قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

''اپنا چاچا بیرو ہے نا جو شاہ دین کے ڈیرے پر خدمت گار ہے۔ اس نے ساری تفصیل بتادی ہے۔''

''وہ تیرے کیسے قابو آ گیا اور کیا.....''

''میں نے اس کی بیٹی کی نہ صرف شادی کروائی ہے بلکہ سارا خرچہ بھی کیا تھا' تب سے وہ..... خیر..... !اس نے بتایا ہے کہ کچھ آدمی ہیں اور سارے ہی اشتہاری ہیں۔ رات کے پچھلے پہر پہنچے ہیں اور جس طرح ہم ان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں وہ بھی تیرے بارے میں اتنے ہی متجسس ہیں۔ وہ وہیں کے خدمات گاروں سے پوچھ رہے تھے۔ وہ آج باہر نکل چکے ہیں۔ کہیں بھی ہمیں پکڑنے کی کوشش کریں گے۔'' چھاکے نے پوری تفصیل بتائی تو میں نے کہا۔

''مگر ہم تو انہیں ڈیرے پر پکڑنا چاہتے ہیں۔''

''میں چاچے بیرو سے کہہ آیا ہوں' وہ جب بھی واپس ڈیرے پر آئیں تو وہ ہمیں بتادے' اور ہماری خوش قسمتی یہ ہے جمالے..... ان کے سوا' کوئی اور نہیں ہے وہاں پر.....'' اس نے بتایا۔

''یہ ممکن نہیں ہے..... چھاکے..... ایک دم سارے وہاں سے ہٹا دیئے جائیں۔ بات دماغ کو نہیں لگتی۔'' میں نے سوچتے ہوئے کہا تو وہ بولا۔

''میری تو یہی اطلاع ہے' چاچے بیرو کے علاوہ دو خدمت گار ہیں وہاں پر..... میں نے ایک بندہ بھیجا ہے' وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے گا تو تسلی ہو جائے گی۔''

''تو ٹھیک ہے پھر انتظار کر.....'' میں نے ایک طویل سانس لے کر کہا تو وہ میرے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ ہم دونوں ہی اپنی اپنی جگہ سوچنے لگے کہ کیا کرنا ہوگا۔ میرے دماغ میں صورتحال واضح نہیں ہو رہی تھی۔ اس لیے میں مطمئن نہیں تھا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ رندھاوے کا ایک بندہ آ گیا۔ وہ سادہ کپڑوں میں تھا اور مجھے پہچان کر بولا۔

''رندھاوا صاحب نے بھیجا ہے۔ اس وقت وہ لوگ نزد یکی قصبے میں گئے ہوئے ہیں۔ نورنگر میں نہیں ہیں' واپس کب آتے ہیں اس بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔'' یہ کہہ کر اس نے بندوں کی تعداد اور ان کے حلیے اور تھوڑی بہت معلومات دیں' جب وہ کہہ چکا تو آخر میں بولا۔

''رندھاوا صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ زندہ یا مردہ جس حالت میں بھی ہوں..... تھانے میں..... اطلاع ہی کر دیں بس..... یا پھر..... میں آپ کے ساتھ..... اگر آپ مجھ پر اعتماد کریں تو.....؟'' یہ کہہ کر اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھا۔

''تم جاؤ' باقی میں سب دیکھ لوں گا۔'' میں نے آہستگی سے کہا تو وہ تھوڑی دیر مزید بیٹھ کر چلا گیا۔ اس نے جو معلومات بھی دی تھیں بالکل ٹھیک دی تھیں' اب رندھاوا کیا چاہتا تھا؟ واقعتاً میری مدد یا پھر اپنی خفت کا بدلہ' میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ یہ آنے والا وقت ہی فیصلہ کرنے والا تھا۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جسپال اور ہرپریت دونوں ہی رات دیر تک جاگتے رہے تھے۔ وہ اپنے بارے میں بتاتی رہی کہ کالج لائف سے لے کر اب تک اس نے اپنی تنظیم کے لیے کیا کچھ کیا ہے' لیکن جسپال نے فقط اتنا بتایا کہ وہ مختلف شوٹنگ کلب کا ممبر رہا ہے۔ مختلف ہتھیار چلانے اور تھوڑی بہت فائٹ کی تربیت لی ہے۔ وہ بہت کچھ چھپا گیا تھا۔ وہ ہرپریت کے ذہن میں کوئی ایسا تاثر نہیں بنانا چاہتا تھا جس سے وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو جائے اور ایسا ویسا تاثر قائم کر لے جس سے بعد میں اسے پریشانی لاحق ہو جائے۔ وہ ابھی کسی پر بھی نہیں کھلنا چاہتا تھا۔ راز وہی ہوتا ہے جو خود تک محدود رہے۔ جو خود ہی راز نہ رکھ سکا تو وہ راز پرایا ہو گیا۔ اس لیے وہ دوپہر کے بعد جا کر کہیں بیدار ہوا۔ پھر وہ سکون سے تیار ہو کر نیچے ڈرائنگ روم میں آیا تو ہرپریت صوفے پر آلتی پالتی مارے اس دن کا اخبار پڑھ رہی تھی جو گرو مکھی میں تھا۔ جسپال سنگھ کو وہ زبان پڑھنی نہیں آتی تھی۔ وہ اس کے قریب بیٹھ گیا تو ہرپریت نے اخبار سمیٹ کر ایک طرف رکھا اور اٹھنے لگی۔

''کدھر جا رہی ہو؟''

''بوتی کو ناشتے کا کہہ آؤں۔ وہ کچن میں مصروف ہو گی۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے سلیپر پہنے اور اندر کی جانب بڑھ گئی جبکہ وہ سیل فون پر انوجیت کے نمبر ملانے لگا۔ کچھ دیر بعد اس کی کال مل گئی۔

''کدھر ہو یار؟''

''میں یہاں مہتاپور میں ہوں۔ تھوڑا کام تھا یہاں۔'' انوجیت نے ایک نزدیکی جگہ کے بارے میں بتایا۔

''چلو ٹھیک ہے۔'' اس نے کہا اور فون بند کرنے لگا تو وہ بولا۔

''اچھا' تم گھر پر ہی رہنا۔ وہ ایڈووکیٹ گل آج آئیں گے' تب تک میں بھی آ جاؤں گا۔''

''او کے..... ! میں گھر پر ہی ہوں۔'' اس نے کہا تو انوجیت نے فون بند کر دیا۔ تبھی فطری طور پر اس کا ذہن اس بوڑھے ایڈووکیٹ کی طرف چلا گیا جو اوپر سے بہت جذباتی لگتا تھا لیکن حقیقت میں وہ بہت ٹھنڈا انسان تھا۔ ہرپریت سے باتیں کرنے کے بعد اسے لگا تھا کہ وہ تنظیم کا کوئی اہم بندہ ہی ہو سکتا ہے۔ وہ ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ ہرپریت واپس آ گئی۔ صوفے پر آلتی پالتی مار کر بیٹھتے ہوئے اس نے مسکرا کر کہا۔

''ناشتے سے پہلے نیوز سنو گے یا بعد میں.....''

''یہ تو تم ایسے پوچھ رہی ہو جیسے تم مجھے کوئی میڈیسن دے رہی ہو۔'' جسپال نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ کھل کر ہنس دی۔ بلاشبہ اسے ہرپریت کی ہنسی جلترنگ ایسی ہی لگی تھی۔ کھنکتی ہوئی۔ کانوں میں رس گھول دینے والی ہنسی۔ پھر اخبار کا اندرونی صفحہ اس کے سامنے کرتے ہوئے بولی۔

''یہ دیکھو..... اس پولیس آفیسر کے بارے میں تفتیش کے لیے خفیہ والے متحرک ہو گئے ہیں۔''

''پہلی تو یہ بات ہے مجھے یہ گرو مکھی پڑھنی نہیں آتی اور دوسری بات اس خبر سے تم لوگوں کو الرٹ ہونا چاہیے مجھے تو نہیں۔''

''ہاں..... دیکھتے ہیں' ان کی تفتیش کس رخ پر جاتی ہے۔'' وہ بے خیالی کے سے انداز میں بولی پھر اس نے خبر کا متن پڑھ کر سنا دیا' کسی رپورٹر نے باوثوق ذرائع سے وہ خبر دی تھی۔ وہ ناشتہ آ جانے پر اس خبر کے حوالے سے باتیں کرتے رہے۔ وہ ناشتہ کرنے لگا تو ہرپریت اندر چلی گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس وقت وہ دونوں کاریڈور میں آ کر بیٹھ چکے تھے۔ ہرپریت نے نیلی جین کے ساتھ ہاف سلیوٹی شرٹ پہن لی تھی۔ اپنے کھلے ہوئے بال پونی میں باندھ لیے تھے۔ اس کا میک اپ سے بے نیاز چہرہ تروتازہ لگ رہا تھا۔ جسپال کے اندر بڑے خوشگوار جذبے اُسے مسحور کر رہے تھے۔ اگرچہ اس نے ہرپریت کے بارے میں سوچا نہیں تھا لیکن اس کا ساتھ اچھا لگ رہا تھا۔ اس کے ہونے سے ماحول بھرا بھرا سا لگتا تھا۔ جیسے ہر منظر میں رنگ گہرے ہو گئے ہوں۔ اس نے بھرپور نگاہوں سے ہرپریت کو دیکھا' شاید پنجاب کے ماحول کی کشش تھی یا پھر آب وہوا کا اثر' کچھ تھا کہ اس کا دل اتھل پتھل ہونے لگا تھا۔ بات یہ نہیں کہ اس نے ونکوور میں حسن نہیں دیکھا تھا' وہاں بھی پنجابی لوگوں کی بھرمار تھی اور ایک سے ایک بڑھ کر حسین تھیں۔ لیکن جو کچھ وہ ہرپریت میں دیکھ رہا تھا وہ کچھ انہونی تھی' ایک الگ سی' جس کی اسے خود سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اسے یوں گہری نگاہوں سے اپنی طرف دیکھتے ہوئے پا کر وہ آہستگی سے بولی۔

''جسی جی..... کہاں ہو؟''

''یہیں ہوں' تمہارے پاس۔'' اس نے اچانک چونکتے ہوئے کہا پھر ہلکے سے مسکرا کر کوئی ایسی بات کرنا چاہتا تھا کہ اس کے جذبات کی ترجمانی ہو سکے' انہی لمحات میں گیٹ وا ہوا اور ایک نیلے رنگ کی کار اندر آتی ہوئی دکھائی دی۔ بلاشبہ بنتا سنگھ کو معلوم ہوگا کہ وہ کون شخص ہے' اس لیے کار اندر آنے دی' تبھی ہرپریت نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

''ایڈووکیٹ گل..... آ گئے۔''

کار پورچ میں روک کر' وہ اترا اور پھر انہی کی جانب بڑھ آیا' واہ گرو' واہ گرو کہتے ہوئے انہوں نے ایک دوسرے کو وش کیا اور انہی کے پاس بیٹھ گیا۔

''انکل..... اندر چل کر بیٹھتے ہیں۔'' ہرپریت نے کہا تو وہ بولا۔

''اونہیں پتر..... ادھر ہی بیٹھ جاتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے جی۔'' یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ کر اندر کی جانب چلی گئی۔ ایڈووکیٹ گل نے ایک نگاہ جسپال پر ڈالی اور پوچھا۔

''جسپال..... تجھے میرے آنے کے بارے میں انوجیت نے بتا دیا ہوگا۔''

''ہاں جی' اس سے میری بات ہوئی ہے' بتایا تھا اس نے۔'' وہ آہستگی سے بولا۔

''وہ اچانک ہی تم سے ملنے کے لیے آنا پڑا' میں یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ تم یہاں سے کہیں اِدھر اُدھر جاؤ' وہ اصل میں کچھ باتیں کرنا تھی تیرے ساتھ۔''

''جی بولیں' میں سن رہا ہوں۔'' اس نے کہا تو وہ کہنے لگا۔

''وہ جس پولیس آفیسر کا قتل ہوا ہے نا' اس کے لیے حکومت نے ایک تفتیشی ٹیم بنا دی ہے' جو اس کے قتل کی وجہ اور محرکات کی چھان بین کرے گی۔ تمہارا اس قتل سے کوئی لینا دینا نہیں ہے لیکن پتہ نہیں مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ تجھے بھی اس قتل کی تفتیش میں ذہنی اذیت دینے کی کوشش کی جائے گی۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وہ کیوں انکل.....!'' اس نے آہستگی سے پوچھا۔

''اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ پہلے وہ بنیادی وجہ سن لو جس کے بارے میں تجھے معلوم ہے کہ نہیں' خیر.....انگریز نے جہاں جہاں اور جس قوم سے بھی خوف محسوس کیا' اسے کسی نہ کسی طرح متحد نہیں رہنے دیا۔ جیسے مسلمانوں میں مرزائی پیدا کر کے ایک خاص قسم کا فتنہ پیدا کر دیا' اسی طرح سکھوں میں بھی نرنکاری بنا کر نہ صرف دھرم کے طور پر ان کو نقصان پہنچایا بلکہ سکھوں کو سکھوں کے ساتھ لڑانے میں بھی کامیاب ہو گئے۔ آج جس طرح مرزائی بڑے پیمانے پر مسلمانوں کے خلاف یہودیوں والا کام کر رہے ہیں' اسی طرح نرنکاری بھی ہندوؤں والا کام کر رہے ہیں۔ انگریز جو کام مرزائیوں اور نرنکاریوں سے لے رہے تھے' آج وہی کام مرزائیوں سے انگریز اور نرنکاریوں سے ہندو لے رہے ہیں۔ اب تک خالصتان بن چکا ہوتا' اور سانحہ 1984 پیش ہی نہ آیا ہوتا' اگر یہ نرنکاری نہ ہوتے۔ اب تک سکھوں نے جب بھی متحد ہونے کی کوشش کی ہے' انہی نرنکاریوں کو استعمال کیا گیا' یہی امرت دھاری سکھوں کے خلاف سازش میں مصروف ہیں۔ وہ پولیس آفیسر بھی نرنکاری تھا۔ جس کی تفتیشی ٹیم میں پانچ لوگوں کو شامل کیا گیا ہے۔ جن میں تین نرنکاری پولیس آفیسر ہیں۔ ایک ہندو' اور ایک اکالی دل کا لیڈر رویندسنگھ ہے۔ وہی رویندسنگھ جو تیرے خاندان کی تباہی کا باعث بنا تھا۔''

''گل صاحب! آپ کی ساری بات ٹھیک ہے' سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ مجھے کیوں ذہنی اذیت دیں گے' یہ بات کس بنیاد پر کہہ رہے ہیں؟'' جیپال نے استفہامیہ لہجے میں پوچھا تو ایڈووکیٹ گل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں.....! میں اس سوال کا جواب دینے اور اس کے تناظر میں پیش بندی کے طور پر بات کرنے یہاں آیا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تم یہ مت خیال کرو کہ انہیں تمہاری یہاں آمد کے بارے میں علم نہیں' جیسے ہی تم نے یہاں قدم رکھا تھا' انہیں معلوم ہو گیا تھا' اتنے عرصے بعد تمہاری آمد کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ تمہارا، جاتے ہی اپنی حویلی دیکھنا ایک بہت بڑا اشارا تھا ہی' دوسرا تم نے اگلے ہی دن درخواست گزار دی۔ جس کے ردعمل میں ایک ہلچل سی پیدا ہو گئی۔ وہ بظاہر دکھائی نہیں دے رہی لیکن یہاں کے گاؤں کے پنچ' سرپنچ' تحصیل دار کے آفس اور ان کے متعلقہ لوگوں کو پوری طرح الرٹ کر دیا گیا کہ جیپال سنگھ کے اگلے قدم کے بارے میں پوری جانکاری رکھی جائے۔ وہ تمہارے راستے میں رکاوٹیں پر رکاوٹیں پیدا کریں گے۔ پولیس آفیسر کے بارے میں تم سے پوچھ گچھ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ آخری بار تم ہی اس سے ملے تھے اور تمہاری اس سے تلخ کلامی ہو گئی تھی اور بس.....''

''میں سمجھ گیا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں مگر ایڈووکیٹ صاحب.....! یہ تو بہت اچھی خبر ہے کہ انہیں یعنی میرے دشمنوں کو میرے بارے میں معلوم ہو گیا ہے۔ اب مجھے زیادہ محنت نہیں کرنا پڑے گی۔'' جیپال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات سے میں خوش ہوا' لیکن اس کے ساتھ تمہارا زیادہ محتاط ہو جانا بھی ضروری ہے۔'' ایڈووکیٹ گل نے کہا۔

''اس کی آپ فکر نہ کریں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان میں ایک طرح سے چند لمحوں کی خاموشی چھا گئی۔ تبھی ہرپریت خود ہی ٹرے میں لسی کے گلاس رکھے نمودار ہوئی۔ اس نے ٹرے میز پر رکھی اور وہیں جا بیٹھی جہاں سے اٹھ کر گئی تھی۔ ایڈووکیٹ گل نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''جسپال.....! تمہارا اعتماد بڑا اچھا ہے۔ لیکن تم یہاں کی پولیس اور ان تفتیشی اداروں کے بارے میں نہیں جانتے ہو۔ یہاں پر انگریز کا وہی کالا قانون چل رہا ہے۔ جسے وہ اپنی مرضی سے استعمال کیا کرتا تھا اور ان غلاموں پر اپنی حکومت بنائے ہوئے تھا۔ اس لیے احتیاط میرے پتر! بڑی احتیاط۔''

''جی' آپ ٹھیک کہتے ہیں۔'' جسپال نے سوچتے ہوئے کہا اور خاموش ہو گیا۔ ایک دم سے اس کے ذہن میں بہت سارے سوال جنم لینے لگے تھے۔ اسے اندازہ تو تھا کہ اوگی پنڈ میں آمد کے بارے میں اس کے دشمن جان جائیں گے لیکن اتنی جلدی؟ اس بارے میں امید نہیں تھی۔ وہ ابھی کسی نئی بات کا سرا تلاش کر رہا تھا کہ گیٹ پر کال بیل ہوئی۔ انہوں نے فطری طور پر ادھر دیکھا تو بنتا سنگھ باہر جا چکا تھا۔ کچھ ہی لمحوں بعد وہ باہر سے اندر کی طرف آیا اور سیدھا ان کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ انہیں تجسس ہو گیا کہ باہر کون آیا ہو گا' بنتا سنگھ کو ان کے پاس آتے ہوئے چند منٹ لگے اور آتے ہی ہرپریت کور کی طرف دیکھ کر بولا۔

''باہر ایک جیپ میں دو بندے ہیں' کہہ رہے ہیں کہ وہ انوجیت یا آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔''

''نام نہیں بتایا انہوں نے؟'' ہرپریت نے پوچھا۔

''ایک نے اپنا نام بتایا ہے۔ من راج سنگھ' کہہ رہا ہے کہ اس کا تعلق پولیس سے ہے۔''

''اوہ.....! اس تفتیشی ٹیم سے.....'' ایڈووکیٹ گل نے بے ساختہ کہا تو ہرپریت نے کہا۔

''اچھا بلاؤ۔ لیکن ان کی جیپ باہر رہے۔''

بنتا سنگھ چلا گیا تو تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا' جس پر جسپال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گل صاحب..... آپ بالکل پریشان نہ ہوں میں دیکھتا ہوں.....''

یہ کہہ کر اس نے گیٹ کی طرف دیکھا' کچھ ہی دیر بعد ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر شخص اندر داخل ہوا' جس نے میرون رنگ کی پگڑی اور گرے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا' داڑھی اس نے سنواری ہوئی تھی۔ جو زیادہ تر سفید ہو چکی تھی۔ وہ نپے تلے قدم رکھتا ہوا ان کے پاس آ گیا' اور ہاتھ جوڑ کر فتح بلاتے بولا۔

''ست سری اکال..... واہ گرو..... کی فتح''

انہوں نے جواب دیا اور ہرپریت نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ بیٹھ گیا تو ہرپریت بولی۔

''جی فرمائیں.....! انوجیت تو اس وقت گھر پر نہیں ہے۔''

''آپ تو ہیں ہرپریت کور جی.....'' یہ کہہ کر اس نے دونوں کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ ''میرے خیال میں آپ ہی جسپال سنگھ ہیں جو ابھی ونکوور سے آئے ہیں۔ اور ایڈووکیٹ گل صاحب' آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے زیادہ حیرت نہیں ہوئی۔ آپ کو یہاں ہونا چاہیے تھا۔''

''میں سمجھا نہیں' آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔'' گل نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دراصل' میں جس سلسلے میں یہاں آیا ہوں' وہ ایک پولیس آفیسر کے قتل کے بارے میں تفتیش ہے۔اور بہت ساری وجوہات' قتل کے محرکات اور اندازے ہیں' جن میں مضبوط ترین وجہ سکھ تنظیم بھی ہے جو وقتاً فوقتاً اس پولیس آفیسر کو قتل کی دھمکیاں دیتے رہتے تھے۔آپ کا بھی اس تنظیم سے تعلق ہے۔انوجیت اور یہ ہرپریت بھی اس سے تعلق رکھتی ہیں۔ظاہر ہے تنظیم کے لوگ ایک جگہ ہوں تو حیرت کی کیا بات ہے؟''

''آپ کا تعارف.....'' جسپال سنگھ نے سرد سے لہجے میں پوچھا تو من راج سنگھ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر ہلکے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''من راج سنگھ' سی بی آئی سے.....آپ شاید مجھے نہ جانتے ہوں' لیکن سکھ تنظیم کے لوگ مجھے بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔''

''آپ کے آنے کا مقصد؟'' جسپال نے پوچھا تو من راج سنگھ نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

''آپ اس پولیس آفیسر سے آخری بار ملے تھے.....اور آپ کی تلخ کلامی بھی ہوگئی تھی' آپ اس واقعے کو دہرا سکتے ہیں.....مطلب' آپ کی تلخ کلامی کیوں ہوئی تھی؟''

''پہلی اور آخری بار.....اس کا بات کرنے کا انداز بہت گھٹیا قسم کا تھا۔جس کا بہرحال میں عادی نہیں تھا۔اس لیے مجھے غصہ آ گیا۔'' جسپال سنگھ نے یوں کہا جیسے یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

''پھر بھی.....کوئی بات.....؟'' اسنے کریدنے کی کوشش کی۔

''چونکہ میرے لیے اتنا اہم نہیں تھا وہ شخص' اس لیے میں نے ذہن میں نہیں رکھا' کیونکہ ہمیں تھانے میں ایک دوسرے بندے نے کہا تھا کہ وہ پولیس آفیسر فطری طور پر ایسا ہی ہے۔'' اس نے پھر لاپرواہی کے سے انداز میں کہا۔

''جسپال.....! آپ خود کو زیر تفتیش سمجھئے گا۔'' من راج نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''وجہ.....؟'' وہ بولا۔

''اس گیٹ کے پار' میرا خیال کچھ اور تھا' لیکن یہاں آ کر جو میں نے سمجھا' وہ کہہ دیا۔اب اپنے ذمے دار آپ خود ہوں گے۔جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو جاتا.....'' من راج نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو ایڈووکیٹ گل نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

''کانگریس حکومت اور خصوصاً سکھوں کے بارے میں ان کی پالیسی میں کوئی نرم گوشہ نہیں ہوتا۔اور نہ ہی ان کے بارے میں کوئی مسئلہ حل ہوتا ہے۔اٹھائیس سال ہو گئے۔سن چوراسی کا انصاف نہیں ملا' اور نہ ہی کسی کو اس کا ذمے دار ٹھہرا کر مسئلہ حل کیا گیا ہے' اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے مسئلے.....آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ یہ کیوں کہہ رہے ہیں۔اور ہم بھی سمجھتے ہیں کہ آپ نے ایسا کیوں کہا؟''

''اگر آپ سمجھ گئے ہیں تو پھر مزید سمجھ جائیں' زیادہ سمجھانا نہ پڑے.....چلتا ہوں۔'' اس نے اٹھتے ہوئے کہا تو جسپال نے سرد سے لہجے میں کہا۔

''آفیسر.....! میں نہیں جانتا' آپ ایسا کیوں کہہ کر جا رہے ہیں' لیکن میں خود چاہوں گا کہ آپ اپنے یہ لفظ یاد رکھیں کسی جگہ آپ کو یہ لفظ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دہرانے بھی پڑ سکتے ہیں۔''

''میں انتظار کروں گا.....'' من راج نے اس کی نگاہوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ گیٹ پار کر کے نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ تبھی ہرپریت بولی۔

''من راج..... یہ لدھیانے کا رہنے والا ہے نا.....؟''

''ہاں' وہی ہے.....'' گل نے کہا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔'' مجھے امید نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی یہاں پہنچ جائیں گے' خیر دیکھتے ہیں۔ اب میں چلتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے گل صاحب.....! لیکن یہ یاد رکھیں' میرے معاملے میں جتنی مرضی یہ دشمن رکاوٹ کھڑی کریں' کام جاری رہنا چاہیے۔ آپ اپنا اکاؤنٹ اور بینک کے بارے میں معلومات مجھے دے دیں۔ رقم کی کمی نہیں ہوگی۔'' وہ سنجیدگی سے بولا۔

''انوجیت کے پاس ساری معلومات ہیں' لیکن تم مت گھبراؤ۔ میں اسے دیکھتا رہوں گا۔ یہ الجھن تو اب رہے گی۔'' ایڈووکیٹ گل نے تشویش سے کہا تو جسپال خاموش رہا۔ وہ چند لمحے کھڑا رہا پھر تیزی سے پورچ تک گیا' اپنی گاڑی لی اور گیٹ پار کر گیا۔

''یہ پولیس آفیسر ہمارے لیے پھندا بنانے کی کوشش کرے گا۔'' ہرپریت نے مترشح لہجے میں کہا۔

''کوئی بات نہیں' تم پریشان نہ ہو۔'' یہ کہہ کر وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔'' آؤ..... میرے کمرے تک چلیں۔ ہوتی سے کہو' ہم کھانا باہر سے کھائیں گے اور ممکن ہے' گھر ذرا لیٹ آئیں۔''

''خیریت۔'' ہرپریت بولی۔

''بتاتا ہوں نا..... آؤ۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھ گیا تو ہرپریت بھی اس کے ساتھ چل دی۔

جس وقت ہرپریت اس کے کمرے میں گئی' وہ اپنا لیپ ٹاپ لیے بیڈ پر بیٹھا تھا۔ اور بڑی گہری نگاہوں سے اسکرین پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔ ہرپریت اس کے ساتھ ہی جا کر بیٹھ گئی اور اسکرین پر دیکھنے لگی۔ وہاں کوئی آن لائن تھا اور وہ اس سے باتیں کر رہا تھا۔ ہرپریت جب اسکے پاس بیٹھ گئی تو جسپال نے پوچھا۔

''وہ کونسا اخبار تھا' جس کی خبر تم نے مجھے صبح دکھائی تھی۔ وہ اخبار آن لائن ہے؟''

''ہاں ہے.....'' اس نے جواب دیا پھر مزید قریب ہو کر اس کے ساتھ لگ گئی' اس کے بدن سے اٹھنے والی مسحور کن مہک اس کے نتھنوں سے ٹکرائی' اس نے سرچ میں اخبار کا نام ڈالا اور پھر وہ اخبار لے آئی' جلد ہی اس کا وہ صفحہ کھول لیا' جس پر خبر تھی۔ جسپال نے اس صفحے کا لنک اُسے بھیج دیا جس سے بات کر رہا تھا۔ پھر کچھ دیر انتظار کا کہہ کر لیپ ٹاپ بند کر دیا۔ ہرپریت اس سے ذرا ہٹ کر بیٹھ گئی۔

''یہ سب کیا تھا جسپال؟'' اس نے تجسس سے پوچھا۔

''یہیں پنجاب میں کچھ لوگ ایسے ہیں' جنہیں میں نہیں جانتا' لیکن وہ میرے ہر طرح سے کام آتے ہیں۔ انہیں میں نے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک ٹاسک دیا ہے' کچھ دیر بعد وہ اس کا جواب دیں گے۔'' جسپال نے جواب دیا۔

''اس لیے تم میری تنظیم کے ساتھ.....'' اس نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

''ہاں..... میں ان سے بچنا چاہ رہا ہوں' ابھی تم نے نہیں دیکھا' ایڈووکیٹ گل کی وجہ سے وہ میری طرف سے اپنا خیال بدل جانے کی بات کر گیا ہے۔''

''ہوں.....'' ہرپریت نے ہنکارہ بھرا۔ تب جسپال نے اس کا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے دبایا اور بولا۔ ''ہرپریت..... کیا تم میرا ساتھ دو گی۔''

''ساتھ کیا..... میں تو دل بھی دے چکی ہوں۔ جان ہے وہ بھی جب چاہے لے سکتے ہو۔'' اس نے اپنی نگاہوں میں سارے جہان کا پیار سمیٹتے ہوئے کہا اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ لے کر پیار کی مہر اس کے ہونٹوں پر ثبت کر دی تو وہ شدت جذبات سے بولا۔

''ٹھیک ہے ہرپریت..... میں دعویٰ نہیں کرتا لیکن آخری سانس بھی تیری امانت ہو گی۔''

اس نے کہا تو ہرپریت اس کے سینے کے ساتھ لگ گئی۔ جسپال کو یوں لگا جیسے اس کی تلاش یہاں آ کر ختم ہو گئی ہے۔ اب تک وہ یونہی بھٹکتا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ اس سے الگ ہو گئی اور اس کے چہرے پر دیکھتی رہی' پھر شرما کر نگاہیں جھکا لیں۔ جسپال ہنس دیا۔ اچانک وہ اٹھی اور کمرے سے نکلتی چلی گئی۔ وہ کتنی دیر تک ان لذت آفریں خیالوں میں کھویا رہا۔ ان لمحات میں اسے یوں لگ رہا تھا کہ ساری دنیا خاموش ہو گئی ہے اور وہ فقط ایک گمنام جزیرے پر خاموشیوں میں ڈوب گیا ہے جہاں سے نکلنے کو اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا' اچانک اس کے سیل فون پر بجتی ٹون نے اپنی جانب متوجہ کر لیا۔ اس نے جلدی سے لیپ ٹاپ کھولا اور اسکرین پر نگاہیں جما دیں۔

☆ ☆ ☆

مغربی افق پر ڈوبتے ہوئے سورج کی سرخی پھیل گئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں اندھیرا ہو جانے والا تھا۔ دوپہر سے لے کر شام ہو جانے تک مجھے چند جگہوں سے یہ اطلاع مل گئی تھی کہ کچھ مشکوک بندے میرے بارے میں پوچھتے پھر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ میرے گھر کا بھی ایک چکر لگا چکے تھے۔ میں دوپہر کے وقت ہی اپنے گھر سے نکل کر چھاکے کے پاس آ گیا تھا۔ ہم نے اپنے اپنے گھر سے ضروری سامان لیا اور دلبر کے کنویں پر چلے گئے۔ وہاں پر تاش جاری تھی۔ میرے سارے دوست وہیں جمع تھے۔ مجھے دیکھتے ہی دلبر نے کہا تھا۔

''لے بھئی جمالے..... بیٹھ میرے سامنے اور لگا شرط بکرے بکرے کی' یہیں پکائیں گے' یہیں کھائیں گے۔''

''پر تیرا یار جمالا کسی اور کام سے آیا ہے۔'' چھاکے نے چارپائی پر پھیل کر بیٹھتے ہوئے کہا تو ایک دم سے سب نے تاش روک دی۔ اس کے لہجے میں ہی کچھ ایسی بات تھی۔

''بول جمالے..... بات کیا ہے؟''

''کچھ مشکوک بندے آئے ہیں علاقے میں مجھے مارنے کے لیے۔'' میں نے کہا تو وہ چونک گیا اور پوچھا۔

''کون ہیں اور کدھر ہیں؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں نہیں جانتا' انہی کا تو پتہ کرنا ہے۔'' میں نے کہا تو اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تو ادھر بیٹھ' میں ساری ''سوہ'' لے کر آتا ہوں۔ چلو اوئے سب نکلو اور شام سے پہلے ان کا پتہ لے کر آؤ۔ وہ بھی تاش چھوڑ کر اٹھ گئے تھے۔

پھر شام ہوتے ہوتے وہ واپس آنے لگے۔ دلبر نے جب ساری معلومات جمع کر لی تو کہا۔ ''بڑی حیرت کی بات ہے یار' سردار شاہ دین کے ڈیرے پر وہ بندے ہیں' اور تجھے مارنے کے لیے آئے ہیں۔ جمالے..... ! یہ پھڈا لمبا ہو جائے گا۔''

''تو ڈر گیا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''او نہیں' میں نہیں ڈرا' بلکہ سمجھا رہا ہوں کہ.....''

''چل ٹھیک ہے پھر جاتے ہیں سردار کے پاس' اس کی منت ترلا کرتے ہیں' اس کے پیر پڑیں گے' مان گیا تو ٹھیک ورنہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیں گے۔'' چھاکے نے جل کر کہا تو دلبر بولا۔

''او جان تو ایک بار جانی ہے' سردار سے ٹکر لینے کا مطلب ہے' پھر ہم سکون سے نہیں بیٹھ سکیں گے۔ یا وہ ختم ہو گا یا ہم..... باقی تو جو کہے گا' میں وہی کروں گا.....'' اس نے چھاکے کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے میری طرف دیکھ کر کہا۔

''چل ٹھیک ہے' تو کر سکون' میں چلتا ہوں۔'' میں نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ غصے سے بولا۔

''یار تو کوئی اور چکر کیوں نہیں چلاتا' ہم بھی سامنے نہ آئیں اور وہ بندے بھی نہ رہیں؟''

''تو پھر سن..... پیرزادے کے جن بندوں سے تیری دشمنی چل رہی ہے' ان کا کوئی ایک بندہ تیرے ہتھے چڑھ سکتا ہے۔'' میں نے کہا تو وہ چونکتے ہوئے بولا۔

''میں سمجھ گیا۔ چل اٹھ نکلیں۔''

یہ کہتے ہوئے وہ تیزی سے اٹھ کر کنویں کے پاس بنے کچے کمروں میں سے ایک کمرے میں گیا۔ کچھ دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں گن تھی۔ میرے' چھاکے اور دلبر کے علاوہ تین بندے اور تھے۔ انہوں نے بھی ہتھیار سنبھالے اور ہم ایک جیپ اور تین بائیک پر نکل پڑے' ہمارا رخ پیرزادے کے علاقے کی طرف تھا۔

ہمیں اپنا شکار تلاش کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔ ہمیں معلوم تھا کہ پیرزادہ کے علاقے میں شراب نکالنے والی بھٹی کہاں چل رہی ہے۔ وہ راستہ اگرچہ تھوڑا سا مشکل تھا' لیکن ہمارے لیے وہاں جانا انتہائی آسان تھا۔ اندھیرا پھیل چکا تھا۔ ایسے میں ان کے پاس کئی لوگ آتے جاتے تھے۔ ہم نے دو بائیک کی ہیڈ لائٹ بجھا دی جبکہ ایک کی روشن رکھی۔ ہم بھٹی کی قریب پہنچ کر رک گئے۔ مجھ سے زیادہ دلبر تیزی دکھا رہا تھا۔ اسے بڑے عرصے بعد موقع ملا تھا کہ ان سے اپنا انتقام لے سکے۔ میں نے تیز نگاہوں سے وہاں پر موجود لوگوں کا جائزہ لیا۔ وہاں پر تین بندے تھے۔ ایک بھٹی کے پاس بیٹھا ہوا تھا' دوسرا کچے کمرے کے باہر زمین پر بیٹھا ہوا لالٹین کی روشنی میں کچھ کر رہا تھا۔ جبکہ تیسرا چارپائی پر کروٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔

''کیا خیال ہے ذرا انتظار کر لیں؟'' میں نے دلبر سے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں..... انہوں نے ہمیں آتے ہوئے دیکھ لیا ہوگا' اگر یہاں رک گئے تو وہ چوکنے ہو جائیں گے۔' دلبر نے میری بات نہ مانی۔

''چلو پھر.....!'' میں نے باقی سب کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور دلبر کے ساتھ ان کے پاس چلے گئے۔ جیسے ہی ان کی نگاہ دلبر پر پڑی' چارپائی پر بیٹھا ہوا بندہ تیزی سے اٹھا اور لاشعوری طور پر اپنی گن کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کمرے کے باہر بیٹھا اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

''رک جاؤ.....!'' میں نے اونچی آواز میں کہا تو وہ جہاں تھے' وہیں رک گئے۔ میں آگے بڑھا تو وہ بولا۔

''جمالے..... یہ تو دلبر کو ساتھ لے کر کیوں آ گیا ہے۔''

''پھر کیا ہوا۔'' میں نے پوچھا۔

''دشمن کا دوست دشمن ہی ہوتا ہے۔ اسے لے کر چلا جا یہاں سے ورنہ.....!'' اس چارپائی والے بندے نے انتہائی غصے میں کہا۔

''ورنہ کیا کرے گا.....؟'' میں نے پوچھا تو اس نے انتہائی غلیظ گالی دیتے ہوئے کہا۔

''ماردوں گا..... تجھے بھی اور اسے بھی..... چل نکل یہاں سے.....'' یہ کہتے ہوئے اس نے گن کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''مگر..... میں تجھے لینے کے لیے آیا ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے میں نے چشم زدن میں اپنا ریوالور نکالا اور اس کے ہاتھ پر فائر کر دیا۔ وہ ڈکارتے ہوئے پیچھے کی طرف لپکا۔ میں نے جان بوجھ کر اس کا نشانہ نہیں باندھا تھا۔ فائر کی آواز سنتے ہی چھا کے سمیت چاروں تیزی سے آگے۔ انہوں نے آتے ہی تینوں کو پکڑ لیا۔ چند منٹ مارا ماری چلتی رہی۔ انہوں نے تھوڑی بہت مزاحمت کرنے کی کوشش کی لیکن زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکے۔ کچھ ہی دیر بعد ان تینوں کو باندھ لیا گیا۔

''انہیں جیپ میں پھینکو اور خیال رکھو ان کے منہ بند رہیں۔'' میں نے کہا اور بائیک پر جا بیٹھا۔ میرے ساتھ ہی دلبر نکلا اور ہمارے ساتھ باقی بھی نکل پڑے۔ اب ہمارے پاس وقت بہت تھوڑا تھا۔

سردار شاہ دین کے ڈیرے سے کچھ دور ہم سب رک گئے۔ میں نے راستے میں دلبر کو سمجھا دیا تھا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ وہ اپنے لوگوں کے ساتھ وہیں رک گیا۔ جبکہ میں اور چھا کا وہاں سے پیدل آگے بڑھے۔

ہم سے کچھ فاصلے پر ڈیرے کی روشنیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ سردار شاہ دین کا ڈیرہ بھی کسی حویلی سے کم نہیں تھا۔ گیٹ پار کرتے ہی بڑا سا راصحن دکھائی دیتا تھا۔ ان کے اطراف میں تین طرف کمرے بنے ہوئے تھے اور ایک جانب سردار شاہ دین کے مہمانوں کے لیے ڈرائنگ اور ڈائننگ روم کے علاوہ دوسرے متعلقہ کمرے تھے۔ کمروں کے آگے دالان تھا۔ جن کے اوپر ''یو'' کی شکل میں چھت تھی۔

ہم ڈیرے کے پچھواڑے کی طرف سے آگے بڑھے تھے۔ چاچے بیرو نے اگر درست معلومات دی تھیں تو ان لوگوں کو چھت پر ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ ان کے بستر وہیں پر لگائے گئے تھے۔ اب وہاں پر کیا صورتحال تھی اس کا مجھے پکا یقین نہیں تھا۔ وہاں کچھ دوسری صورتحال کا بھی سامنا ہو سکتا تھا۔ تاہم اس وقت ہمارے لیے سب سے بڑا مسئلہ ڈیرے کی چھت تک پہنچنا تھا۔ گھپ اندھیرے میں کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ میں بہت عرصہ پہلے ڈیرے پر آیا تھا۔ پھر گاہے بگاہے ادھر سے گزرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ میرے ذہن میں تھا کہ ڈیرے کے پچھواڑے کی مشرقی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سمت میں اینٹوں کی دراڑیں چھوڑی ہوئی تھیں۔ میں نے وہیں سے اوپر چڑھنے کا سوچا تھا۔ میں آہستہ آہستہ اندازے کے مطابق اس طرف بڑھ رہا تھا۔ میرے ذہن میں اک اور بھی خطرہ تھا۔ ڈیرے میں جب سارے لوگ اپنی اپنی جگہ تک جاتے تھے تو باہر کی طرف کتے چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ جو باہر کی طرف سے نہ صرف وقت سے پہلے انہیں الرٹ کر دیتے تھے بلکہ چوکیدار کے لیے بہت حد تک معاون بھی ہوتے تھے۔ کتوں کے کھلنے سے پہلے پہلے میں اپنا کام مکمل کر لینا چاہتا تھا۔ میں جیسے ہی مشرقی کونے تک پہنچا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ دراڑیں کے ذریعے چڑھنے لگا۔ اس وقت اوپر چڑھتے ہوئے مجھے اپنے وزن کا احساس ہوا۔ میں نے ہمت کی اور آہستہ آہستہ اوپر تک پہنچ گیا۔

میں نے محتاط انداز میں چھت پر دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ میں اپنے وزن کے باعث ان دراڑوں پر زیادہ وقت نہیں گزار سکتا تھا۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ دوسری طرف وہ لوگ ہوں گے' صرف ایک اندازہ تھا کہ ذرا فاصلے پر ایک قطار میں چارپائیوں پر بستر لگے ہوئے تھے اور ان پر کوئی نہیں تھا۔ میں نے گہری نگاہوں سے ادھر اُدھر دیکھا اور چار دیواری پر چڑھ کر اندر کود گیا۔ ہلکی سی دھپ کی آواز آئی۔ میں سکون سے بیٹھا رہا اور کچھ دیر تک کسی بھی ردعمل کا انتظار کرتا رہا' زرا دیر یونہی ساکت بیٹھے رہنے کے بعد اٹھا پھر اٹھ کر نیچے چھاکے کو ٹارچ کے جلانے اور بجھانے سے اشارہ دیا۔ کچھ دیر بعد وہ بھی پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ اوپر آ گیا۔ پھر دونوں طرف دیکھ کر آہستگی سے بولا۔

''لگتا ہے یہاں کوئی نہیں ہے؟''

''ہیں نہیں تو آ جائیں گے۔'' میں نے سرگوشی میں کہا اور دبے پاؤں آگے بڑھ کر صحن میں جھانکا' وہ چھ کے چھ صحن میں بیٹھے ہوئے تھے اور وحشیانہ انداز میں کھانے پر ٹوٹے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے انہوں نے کبھی کھانا دیکھا ہی نہیں ہے۔ ان کے قریب ہی چاچا بیرو کسی خادم کی مانند کھڑا تھا۔ میں چاہتا تو یہیں کھڑے کھڑے ان کا نشانہ لے کر انہی چارپائیوں پر انہیں ختم کر دیتا۔ مگر میں کچھ اور چاہتا تھا۔ مجھے اس وقت تک صبر کرنا تھا' جب تک وہ اوپر نہیں آ جاتے۔ میرے ذہن کے گوشے میں یہ خطرہ بہرحال موجود تھا کہ ممکن ہے ان کے علاوہ کوئی دوسرے بھی یہاں ہوں۔ یہاں سے انہیں ختم کرنے میں سارا معاملہ ہی گڑبڑ ہو جانے والا تھا۔ مجھے اب صرف ان کا انتظار ہی کرنا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے جاں گسل انتظار کے بعد ان کا رخ سیڑھیوں کی طرف ہوا۔ وہ سب آگے پیچھے چھت کی جانب بڑھے۔ ان کے ہاتھوں میں اسلحہ واضح طور پر دکھائی دے رہا تھا۔ بلاشبہ وہ غافل ہو کر سونا نہیں چاہ رہے تھے۔ ممکن ہے ان میں کچھ چوکیداری بھی کرتے' لیکن میں انہیں اتنا موقع دینا ہی نہیں چاہتا تھا۔ مجھے یہ پوری طرح اندازہ تھا کہ وہ سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر کہاں آئیں گے۔ اس لیے میں ان کی مخالف سمت میں بالکل سامنے کی طرف اوٹ میں چھپ گیا۔ چھاکا سمجھ گیا تھا کہ میں کیا چاہ رہا ہوں۔ میرے اور ان کے درمیان فقط چند لمحوں کی دوری تھی' پھر جو کچھ کرنا تھا وہ انتہائی تیزی سے کرنا تھا۔ تبھی چھت پر ہلچل ہوئی۔ وہ باتیں کرتے ہوئے اپنے بستروں پر آئے۔ ہم دم سادھے انہیں دیکھتے رہے پھر جیسے ہی وہ چارپائیوں پر بیٹھنے لگے' میں نے ایک کا نشانہ لے کر گولی چلا دی' جس وقت تک وہ کچھ سمجھتے دوسرے کے منہ سے چیخ بلند ہوئی' پھر تیسری' چوتھی..... میں نے میگزین خالی کر دیا۔ یہی حال چھاکے کا تھا۔ انہیں ہتھیار رکھ کر اٹھانے کی مہلت ہی نہیں ملی' شاید ان کے گمان میں یہی تھا کہ اس حویلی نما ڈیرے پر کون آ کر ان پر وار کر سکتا ہے' جنہیں سارا دن باہر کسی نے نہیں پوچھا تھا۔ فوراً ہی ان کی طرف لپکنا رسک تھا لیکن وہاں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بیٹھے رہنا اس سے بھی زیادہ رسک تھا۔ میں نے کوئی پروانہ کرتے ہوئے تیزی کے ساتھ دوسرا میگزین لگایا اور ان کی طرف بڑھا۔ کوئی تڑپ رہا تھا اور کوئی موت کی آغوش میں جا رہا تھا۔ میں نے ایک نگاہ ان پر ڈالی تو مجھے خود جھرجھری آ گئی۔ یہ میری پہلی درندگی تھی۔

جب کوئی کسی پر ظلم کر رہا ہو تب اتنا جوش نہیں ہوتا' جتنا بدلہ لیتے وقت جوش ہوتا ہے۔ مظلوم جب انتقام لینے پر اتر آئے تو پھر اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں ہو سکتا۔ بدلے کی آگ انسان کے اندر قوت بھر دیتی ہے اور یہ قوت اندھی ہوتی ہے۔ اس میں کون کس قدر جل جاتا ہے یہ نہیں دیکھا جاتا۔ میں اور چھاکے نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا' پھر اپنے سامنے تڑپتے ہوئے ان لوگوں کو جنہیں اگر میں ختم نہ کرتا تو وہ مجھے ختم کر دیتے۔ ہم نے چشم زدن میں فیصلہ کر لیا کہ کیا کرنا ہے' چھاکا پاؤں کی طرف سے اور میں نے بازوؤں کی طرف سے ایک کو پکڑا اور ڈیرے کے پچھواڑے پھینک دیا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ جس کے کچھ بچے کھچے سانس بھی ہوں گے' وہ اتنی اونچائی سے گر کر ختم ہو جائیں گے' یکے بعد دیگرے باقی پانچوں کو بھی ایسے ہی جھلا کر نیچے پھینک دیا۔ پھر میں نے ان کے ہتھیار اکٹھے کیے اور وہ بھی ایک ایک کر کے نیچے پھینک دیئے۔ میں نے چھاکے کو اشارہ کیا کہ وہ ٹارچ سے دلبر کو کام مکمل ہو جانے کی اطلاع دے دے اور خود چھت کے کنارے جا کر نیچے صحن میں دیکھا۔ فائرنگ کی آواز سے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ نیچے ہلچل نہ مچی ہو۔ مگر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سوائے چاچے ہیرو کے' کوئی بھی صحن میں نہیں تھا۔ وہ حیران و پریشان اوپر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میں نے مزید وقت ضائع نہیں کیا اور دراڑوں کے ذریعے نیچے اترنے کی کوشش کرنے لگا۔ چھاکا مجھ سے پہلے ہی نیچے کی طرف جا رہا تھا۔ پھر دھپ کی آواز کے ساتھ پتے چرچرائے تو میں سمجھ گیا چھاکا نیچے اتر گیا ہے۔ میں نے بھی اس کے قریب چھلانگ لگا دی۔

''یار! ڈیرے میں چاچے ہیرو کے علاوہ کوئی بندہ ہی نہیں ہے' وہ اکیلا.....'' میں نے سرگوشی میں تیز تیز کہا تو اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''سارے ملازمین ہیں' مگر وہ نشے میں دھت ہوں گے' انہیں ساتھ میں بہت کچھ ملا کر دیا ہے' تو ان کی فکر مت کر' یہاں سے نکل۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اُس جانب دیکھا جدھر سے جیپ آنا تھی۔ اس کی ہیڈ لائٹس بند تھیں اور اس کے گھر گھر سے اندازہ ہو گیا' جیپ رکتے ہی دلبر کے ساتھ اس کے دو ساتھی تیزی سے اتر کر آئے۔

''وہ تیسرا کہاں ہے؟'' چھاکے نے پوچھا تو دلبر نے سرگوشی میں ٹارچ کی محدود روشنی میں دیکھا اور بولا۔

''ان تینوں کے پاس جو بندھے ہوئے پڑے ہیں' چل اٹھا کر انہیں جیپ میں ڈال۔''

ہم نے تیزی سے انہیں جیپ میں ڈالا' ہتھیار اٹھا کر ان کے قریب رکھے اور واپسی کے لیے چل پڑے۔ ہم جیپ میں ٹھنسے ہوئے تھے لیکن ہمیں وہاں سے تھوڑا فاصلہ ہی طے کرنا تھا' جلد ہی ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں پر وہ تینوں بندھے ہوئے تھے۔ میں نے دلبر کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''لے بھئی دلبر..... تو اپنا بدلہ لے لے۔''

شاید وہ اس لمحے کا منتظر تھا' اس نے اپنا ریوالور نکالا اور بہت قریب سے اپنے سامنے بندھے ہوئے تینوں بندوں پر خالی کر دیا۔ ہم سب

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ان کے تڑپنے کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ وہ ناسور تھے جو ظالم کے ہاتھوں کو مزید مضبوط کرنے کا باعث بنتے تھے جو اپنے جیسے لوگوں پر زیادہ ظلم کرتے۔ پھر جیسے ہی دلبر تیز تیز سانسیں لیتا ہوا پیچھے ہٹا' میں نے اپنی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔ اس نے میری طرف دیکھ کر حیرت سے کہا۔

''یہ کیا.....؟''

''رکھ لو.....! اور یہ ذہن میں رکھنا' نہ تم نے کچھ دیکھا ہے اور نہ کیا ہے' تم جاؤ اپنے کنویں پر' اور جا کر بکراذبح کرو' میں آتا ہوں۔''

اس نے بڑے سکون سے وہ گڈی پکڑی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان لاشوں کو اتار کر نیچے پھینکا۔ پھر انہوں نے ہماری بائیک ہمارے حوالے کی اور خود جیپ پر سوار ہو کر چلے گئے۔ تبھی میں نے چھاکے سے کہا۔

''یہی وقت سب سے خطرناک ہے' رندھاوا یہیں کہیں پاس ہے اپنی نفری لے کر..... کہیں ان کے ساتھ ہم بھی..... سمجھ گئے نا.....''

''تم فکر نہ کرو۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے بائیک اسٹارٹ کی اور پھر جیسے ہی میں بیٹھا' اس نے ایک طرف کا رخ متعین کرتے ہوئے بائیک ہوا کر دی۔

ہمارے کپڑے خون سے لتھڑے ہوئے تھے۔ ہم اس حالت میں گاؤں نہیں جا سکتے تھے۔ ہمیں ان کپڑوں سے جان چھڑانا تھی۔ میرے ذہن میں یہ پہلو اچھی طرح موجود تھا کہ ہمارے ہاں جہاں سراغ لگانے والے کھوجی ہوتے ہیں' وہاں کھوج لگانے کا کام کتوں سے بھی لیا جاتا تھا۔ میں اس کھوج کو رستے ہی میں ختم کر دینا چاہتا تھا کہ اگر کوئی کوشش بھی کرے تو مجھ تک نہ پہنچ پائے۔ حالانکہ میں خود انہیں یہ پیغام دینا چاہتا تھا کہ یہ سب میں نے ہی کیا ہے۔ اب جبکہ آنکھ مچولی کا کھیل شروع ہی ہو چکا تھا تو کیوں نہ میں اسے چوہے بلی کا کھیل بنا دوں۔ میں نے بھیدے کو ایک مخصوص مقام پر پہنچ کر انتظار کرنے کے لیے کہا ہوا تھا۔ سو میں نے چھاکے کو کہہ دیا کہ وہ ادھر جائے۔

جلد ہی ہم نہر کنارے جا پہنچے۔ ذرا فاصلے پر ایک برجی کے پاس بھیدہ بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ وہ وہاں یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے پانی لگانے کے لیے وقت کے انتظار میں ہو۔ اس کے پاس ایک لاٹھی' لالٹین' اور کسی تھی۔ میں اس کے قریب جا کر رک گیا۔ پھر بغیر کچھ کہے اپنے کپڑے اتار کر ایک طرف پھینک دیئے اور نہر میں چھلانگ لگا دی۔ میں نے خود کو مل مل کر صاف کیا' جب یہ یقین ہو گیا کہ میرے کسی جگہ خون نہیں لگا تو باہر آ گیا۔ بھیدہ میرے کپڑے لیے کھڑا تھا۔ میں نے اپنے کپڑے پہنے تو چھاکا بھی نہا کر نکل آیا۔ وہ بھی کپڑے پہن چکا تو بھیدے نے جلدی سے بائیک کو پانی مارا' چھاکے نے لالٹین کا تیل ان کپڑوں پر ڈالا اور انہیں جلا دیئے۔ کچھ دیر بعد وہ جل کر خاک ہو گئے جسے نہر میں بہا دیا گیا۔

''بھیدے..... چل تو اب واپس ڈیرے پر جا.....'' میں نے اتنا کہا اور جواب سنے بنا آگے بڑھ گیا۔ میرا رخ اب گاؤں کی طرف تھا اور میں نے گھوم کر جانا تھا۔ راستے میں شہر کو جانے والی پکی سڑک آتا تھی' پھر سردار شاہ دین کی حویلی اور گاؤں کا کنارا' مجھے امید تھی کہ جب تک میں نے وہاں پہنچنا تھا' حویلی میں ہلچل ہو چکی ہو گی یا پھر صبح ہی پتہ چلنا تھا۔ وہاں سے گزرتے ہوئے مجھے یہ اندازہ ہو جانا تھا۔

میں اور چھاکا ایک ہی بائیک پر تھے۔ حویلی کے سامنے پہنچ کر میں نے رفتار جان بوجھ کر آہستہ کر لی۔ مجھے لگا کہ وہاں پر کوئی ہلچل نہیں ہے'

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ماحول بالکل پرسکون ہے۔ میں نے رکنا مناسب نہیں سمجھا اور آگے ہی بڑھتا چلا گیا۔ گاؤں کی گلیوں میں بھی وہی سنسان پن تھا جو معمول کے مطابق ہوتا ہے۔ میں نے بائیک اپنی گلی کی جانب موڑ لی۔

ماں جیسے میرے انتظار میں ہی تھی۔ جب تک میں نے صحن میں بائیک کھڑی کی' اس وقت تک چھاکا' باہر والے کمرے میں ہتھیار رکھ آیا۔ ماں کچن میں چلی گئی اور میں اندر کمرے میں جا کر سکون سے لیٹ گیا۔ مجھے کچھ علم نہیں تھا کہ باہر کیا ہو گیا ہوگا' رندھاوا نے کیا کیا' دلبر واپس کنویں پر پہنچا تھا یا نہیں اور خاص طور پر سردار شاہ دین کو ڈیرے پر ہونے والے واقعہ کی اطلاع ملی یا نہیں۔ ان سب سوالوں کے جواب میرے پاس نہیں تھے۔ ویسے بھی شام سے مسلسل بھاگ رہا تھا۔ جس کے باعث تھکن بھی محسوس ہو رہی تھی۔ اس لیے میں نے دماغ سے سب کچھ نکالا اور صبح نور کے تڑکے کا انتظار کرنے لگا۔

☆ ☆ ☆

جس وقت جسپال نے جالندھر شہر کے ماڈل ٹاؤن والے پل سے نیچے جیپ اتاری تو ہرپریت نے دائیں جانب مڑنے کا اشارہ کیا۔ وہ دونوں غور سے راستہ دیکھ رہے تھے۔ وہ دونوں سرِشام ہی جالندھر میں پہنچ چکے تھے اور اس وقت آدھی رات گزر چکی تھی۔ اردگرد کی روشنیوں سے راستہ روشن تھا۔ جسپال نے نیلی جین اور بلیک ٹی شرٹ کے ساتھ جوگر پہنے ہوئے تھے اور سر پر سیاہ رنگ کی پگڑی تھی۔ جبکہ ہرپریت نے وہی دوپہر والا لباس زیبِ تن کیا ہوا تھا' اس نے اپنے گیسوؤ سنوار کر باندھ لیے تھے۔ بس تبدیلی یہی تھی کہ اس کے پاؤں میں بھی گرے رنگ کے جوگر تھے۔ اس سڑک پر تھوڑا سا چلنے کے بعد دائیں ہاتھ پر گردوارہ تھا' جسے دیکھتے ہی جسپال نے کہا۔

''اب ہمیں اس ڈائریکشن میں آگے جانا ہے' کیا تم ٹھیک طرح سے وہاں تک پہنچ جاؤ گی؟''

''تم فکر نہیں کرو جسی جی' میں نے اس شہر میں پڑھا ہے اور میرا کالج اسی علاقے میں تھا' یہاں تک فقط دس منٹ کے فاصلے پر وہ جگہ ہے جہاں ہمیں جانا ہوگا' بس پارک سے اگلی والی دائیں گلی میں مڑ جانا۔'' ہرپریت نے عام سے لہجے میں کہا تو وہ مطمئن ہو کر ڈرائیونگ کرنے لگا۔ ہرپریت اسے دائیں بائیں مڑنے کا کہتی رہی اور وہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ بولی۔ ''جسی.....! وہ دیکھو.....! وہ سامنے گھر ہے' اب تم دیکھ لو اپنے حساب سے کہ پارکنگ کہاں کرنی ہے؟''

''ابھی بتاتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ تبھی ایک کار اسے کراس کرتے ہوئے آگے جا کر بائیں طرف کا اشارہ دے کر آہستہ ہو گئی۔ وہ بھی آہستہ ہو گیا۔ آگے والی کار رک گئی تو جسپال نے بھی جیپ روک دی اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ ہرپریت نے جس عمارت کی نشاندہی کی تھی' وہ اس سے تقریباً سو گز کے فاصلے پر تھے۔ کار سے ایک لمبا تڑنگا نوجوان برآمد ہوا۔ اس نے بلیک ڈریس پتلون کے ساتھ سفید چیک دار شرٹ پہن رکھی تھی۔

وہ بڑے اعتماد سے جیپ کے ڈرائیونگ سائیڈ کی طرف آیا' تب تک جسپال نے شیشہ اتار لیا۔

''جوگی ہوں جسپال جی۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اوہ..... تم ہو.....'' اس نے جواب دیا اور پھر ہاتھ ملایا۔

''یہاں صرف دو لوگ ہیں۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ ان میں من راج ہے کہ نہیں' باقی سیکیورٹی کے نام پر صرف دو بندے ہیں انہیں قابو میں کرنا کچھ اتنا مشکل نہیں ہوگا۔'' جوگی نام کے اس نوجوان نے آہستگی سے عام سے انداز میں کہا۔

''اور کتنے لوگ ہیں؟'' جیپال نے پوچھا۔

''ممکن ہے دو چار ملازم ہوں..... مزید..... میں نے شام ہی کے وقت جائزہ لے لیا تھا۔'' اس نے اعتماد سے کہا۔

''ٹھیک ہے ڈن.....'' جیپال نے کہا۔

''ڈن..... پلان میں نے آپ کو بتا دیا تھا۔'' اس نے کہا اور پلٹ گیا جیپال نے وہیں گاڑی کو موڑا اور پھر سڑک کی سائیڈ پر لگا دیا۔ پھر اپنا پسٹل نکال کر دیکھا' میگزین رکھے تو ہرپریت نے بھی ڈیش بورڈ سے پسٹل نکال لیا' تبھی جیپال نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''دروازہ کھلا چھوڑ کے نیچے اتر آؤ۔''

''جیپال.....!'' ہرپریت نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا جس میں جذبات کھنک رہے تھے۔ ''پتہ نہیں ہم زندگی کے ساتھ لوٹ بھی سکیں گے یا نہیں سو.....'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی بانہیں پھیلا دیں۔ اس نے ہرپریت کو نہ صرف گلے لگا لیا' بلکہ اس کے ہونٹوں پر پیار کی مہر بھی ثبت کر دی۔ یہ سب چند لمحوں میں ہوا۔ کیونکہ سامنے کی تیز روشنی میں وہ نہا گئے تھے۔ کسی گاڑی نے ان کے قریب سے ٹرن لیا تھا۔ وہ ایک دم ہنس دیئے اور پھر جیپ سے نیچے اتر آئے۔ انہوں نے دیکھا' جوگی کے ساتھ ایک اور نوجوان بھی دھیرے دھیرے جا رہا تھا۔ وہ بھی یوں چل پڑے جیسے باہر واک پر نکلے ہوں۔ وہ دونوں نوجوان اس عمارت کے گیٹ تک پہنچ چکے تھے۔ جس وقت یہ گیٹ کے سامنے پہنچے' ایک سیکیورٹی گارڈ سے جوگی اندر من راج کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

''صاحب تو اس وقت سو گئے ہیں' آپ کو اس وقت کیا کام پڑ گیا۔''

''کوئی ضروری کام ہے تو اس لیے آئیں ہیں۔ تم انہیں اطلاع دو۔''

''آپ انہیں فون کر لیں گے صاحب' اور میری بات کروا دیں۔ پھر میں.....'' لفظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے تھے کہ جوگی نے اسے اندر کی جانب دھکا دیا۔ سیکیورٹی گارڈ کو شاید اُمید نہیں تھی کہ کوئی یوں انہیں دھکیل دے گا۔ اس لیے وہ لڑکھڑا گیا۔ اس سے پہلے وہ سنبھلتا اور اپنی گن سیدھی کرتا' اس کے ساتھ والے نوجوان نے اس کا گلا دبایا اور اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا پسٹل اس کے سر پر دے مارا۔ وہ دونوں وہیں سیکیورٹی گارڈ کو نبٹا رہے تھے جبکہ جیپال اندر داخل ہو گیا۔ پورچ چند قدم پر تھا' وہ دونوں تیزی سے اندر چلے گئے۔ توقع کے مطابق دروازہ لاک تھا۔ جیپال نے جیب سے ایک تار نکالی اور لاک سے قسمت آزمائی کرنے لگا۔ جبکہ ہرپریت نے وہاں کی روشنیاں بجھا دیں۔ اب وہ اندھیرے میں تھے۔ لاک کھلنے میں چند منٹ لگے تھے۔ سامنے راہداری میں کوئی نہیں تھا۔ وہ دونوں اندر چلے گئے۔ دائیں بائیں کمروں میں سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ جیپال نے رک کر کسی آواز کو سننے کی کوشش کی۔ تبھی انہیں ہلکی ہلکی باتوں کی آوازیں آنے لگیں۔ جیسے کوئی بہت دور سے بات کر رہا ہو' آواز تو آ رہی تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لیکن لفظوں کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اچانک ہر پریت نے اوپر کی جانب اشارہ کیا۔ جسپال نے سر ہلایا اور آگے چل پڑا۔

ڈرائنگ روم میں سے سیڑھیاں اوپر کی طرف جا رہی تھیں۔ وہ دونوں آگے پیچھے محتاط انداز میں اوپر چڑھتے چلے گئے۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ متوقع آواز سننے کے لیے ساکت ہو گئے۔ مگر وہاں بالکل خاموشی تھی۔ جسپال نے اپنے اعصاب کو مضبوط کیا اور خود پر چھا جانے والی جھنجلاہٹ کو دور بھگا دیا۔ وہ سانس روکے کسی آہٹ کا منتظر تھا' تبھی ایک کمرے سے قہقہہ لگنے کی آواز سنائی دی۔ مردانہ قہقہے کے ساتھ نسوانی قہقہہ بھی شامل تھا۔ ہر پریت اور جسپال نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر اس دروازے تک جا پہنچے۔ جسپال نے کی ہول سے اندر جھانک کر دیکھا' پھر فوراً ہی پیچھے ہٹ گیا۔

''بے غیرت.....'' اس کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔ پھر اس نے دروازے کو چیک کیا وہ لاک نہیں تھا' اور نہ ہی اندر سے بند تھا۔ جسپال نے سانس روکا' پھر طویل سانس لی اور ایک دم سے دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

من راج فقط ایک جانگیے میں بیڈ پر پڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ایک لڑکی برہنہ حالت میں موجود تھی۔ اسے یوں اچانک اپنے سامنے دیکھ کر وہ ایک لمحے کو حواس باختہ ہوا پھر زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

''مجھے نہیں لگتا تھا کہ تم اتنی جلدی کھل کر میرے سامنے آ جاؤ گے۔ خیر..... اب آ ہی گئے ہو تو سکون سے خود کو میرے حوالے کر دو.....''

''دوسرا کہاں ہے.....؟'' نے سرد لہجے میں کہا۔ اس نے من راج کی بات بالکل نظر انداز کر دی تھی۔ تبھی من راج نے اس کے پیچھے دیکھا اور بولا۔

''تمہارے پیچھے!''

''یہ حربہ بہت پرانا ہو چکا ہے من راج..... مجھے تو تم کسی خفیہ کے نہیں' کرائے کے ٹٹو لگتے ہو۔ کھڑے ہو جاؤ۔'' جسپال سنگھ نے کہا تو وہ بیڈ سے اٹھ گیا۔ لاشعوری طور پر اس نے چپل پہننے کی کوشش کی' تو اس اثناء میں اس کا ہاتھ تکیے کے نیچے سرک گیا۔ جسپال اس کے لیے پوری طرح تیار تھا' ایک لمحے سے بھی کم وقت میں وہ اس کے سر پر جا پہنچا اور اپنی کہنی اس کی گردن کی پشت پر ماری' وہ ڈکارتا ہوا زمین پر جا گرا۔ تبھی اس لڑکی نے جسپال کو پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کی' تب تک ہر پریت کمرے میں آ چکی تھی اور اس نے گھما کر لات اس کے پیٹ پر ماری۔ وہ اُوخ کی آواز نکالتی ہوئی بیڈ پر گری اور پھر بیڈ سے نیچے جا گری۔ اس دوران جسپال نے زمین پر اوندھے منہ گرے من راج کی پیٹھ پر لات ماری پھر اس کی پشت پر بیٹھ کر دونوں ہاتھوں سے گردن دبا دی۔ من راج مچھلی کی مانند تڑپنے لگا۔ اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارے' یہاں تک کہ اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ دوسری طرف لڑکی اپنا پیٹ دبائے زمین پر پڑی تھی۔

''اسے جلدی سے باندھو۔'' جسپال نے ہر پریت سے کہا تو وہ اس کے قریب پڑے ہوئے اس کے کپڑوں سے لڑکی کو باندھنے دیا۔ من راج ساکت پڑا ہوا تھا۔ اس پر گہری نگاہ ڈالتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''یہ.....''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ختم ہوگیا۔اب اس لڑکی سے پوچھو دوسرا کہاں ہے؟''

''سنا تم نے۔'' یہ کہتے ہوئے ہرپریت نے اس کی پسلیوں پر ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔

''اس سے کیا پوچھتے ہو میں بتاتا ہوں۔'' دروازے کی جانب سے آواز آئی تو دونوں نے چونک کر ادھر دیکھا۔ایک سکھ ہاتھ میں ریوالور لیے کھڑا تھا۔ وہ لمبا تڑنگا اور صحت مند تھا۔''یہ من راج بھی نہ..... لڑکی دیکھتے ہی پاگل ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا تھا اس سے کہ تمہاری یہی کمزوری تجھے لے ڈوبے گی' وہی ہوا..... غفلت کا فائدہ اٹھایا تم لوگوں نے..... پڑی رہنے دو وہ لڑکی وہیں پر۔دونوں اپنے اپنے ہتھیار پھینک کر وہیں زمین پر لیٹ جاؤ۔''

''میں ایسا نہیں کروں گا..... تم گولی چلاؤ.....'' جسپال نے سرد لہجے میں کہا تو ایک لمحے کے لیے سکھ نووارد کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی پھر وہ بولا۔

''میں دلیر لوگوں کی قدر کرتا ہوں' لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں دلیر دشمن کو بھی چھوڑ دوں۔''

''ہونہہ دلیر.....!'' ہرپریت نے طنزیہ انداز میں کہا تو سکھ نووارد نے اس کی طرف دیکھا۔یہی وہ لمحہ تھا جس سے جسپال نے فائدہ اٹھایا' اس نے جھکائی دی' اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا وہ چشم زدن میں یوں پھسلتا ہوا اس کے قریب گیا کہ اپنی لات گھما کر اس کے گھٹنے پر دے ماری۔وہ لڑکھڑایا اور آگے کی طرف گرا۔ ہرپریت ہوا میں اچھلتی ہوئی اس پر آ پڑی۔نووارد اس اچانک اُفتاد سے سنبھل نہیں سکا تھا اس لئے فرش پر گر گیا۔یہی کمزوری اسے لے ڈوبی۔ لمحوں میں دونوں نے اس کی درگت بنا دی۔

''زیادہ وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔'' ہرپریت نے جسپال کو احساس دلایا جو سکھ نووارد کی دھلائی میں مگن تھا۔تبھی وہ اس پر چڑھ بیٹھا' پھر دونوں ہاتھوں سے اس کے سر کو زور سے جھٹکا دیا تو نیچے پڑا وہ شخص ایک لمحے کے لیے تڑپا اور پھر ساکت ہوگیا۔جسپال نے اٹھ کر اس برہنہ لڑکی کو دیکھا جو اوندھے منہ پڑی دہشت سے کانپ رہی تھی۔وہ اس کی طرف بڑھا' تبھی وہ گھگھیائے ہوئے بولی۔

''مجھے کچھ نہیں کہنا..... میں ان کی ساتھی نہیں ہوں..... میں تو.....''

لفظ اس کے منہ ہی میں رہ گئے اور جسپال نے اس کی گردن اپنے پنجوں میں دبوچ لی۔ پھر اس وقت چھوڑا جب وہ دنیا چھوڑ گئی۔

''نکلو.....!'' جسپال نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہاں سے یوں نکلے جیسے وہ لوگ دوبارہ زندہ ہو کر ان پر حملہ آور ہو جائیں گے۔

دونوں پورچ میں آ کر رک گئے۔انہوں نے بڑے دھیان سے باہر کا جائزہ لیا۔ جوگی اور اس کا ساتھی ان کے انتظار میں تھے۔دونوں ہی سائیڈ روم سے باہر آ گئے اور پھر گیٹ سے باہر نکلتے چلے گئے۔جسپال کے لیے راستہ صاف تھا۔وہ تیزی سے نکلا اور گیٹ تک پہنچا۔ باہر پرسکون ماحول تھا۔ جوگی ان سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑی اپنی گاڑی کے پاس تھا۔جسپال اس کے قریب گیا تو وہ بولا۔

''دو چوکیدار تھے..... بے ہوش ہیں۔انہیں آپ کی آمد کی خبر نہیں ہوئی۔''

''او کے.....! اب باقیوں کا پتہ کرو۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے جین کی جیب میں ہاتھ ڈالا پھر ہاتھ باہر نکالا تو اس میں سونے کا ایک لاکٹ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا۔ ''یہ رکھو ضرورت ہوتی ہے۔''

جوگی نے وہ پکڑا اور کار میں بیٹھ گیا۔ ہرپریت اپنی جیپ میں جا کر بیٹھ چکی تھی۔ اس لیے جیسے ہی جسپال بیٹھا اس نے جیپ بڑھا دی۔ ان کا رخ اب اوگی گاؤں کی طرف تھا۔

جالندھر سے نکلنے تک وہ دونوں خاموش تھے۔ پھر جیسے ہی وہ رسول پور کلاں کے قریب سے گزر رہے تھے تب ہرپریت نے جیپ کے اندر کی خاموشی کو توڑا۔

''کافی اچھے فائٹر لگتے ہو۔''

''یہ تم مجھ سے پوچھ رہی ہو یا اپنی رائے دے رہی ہو۔'' جسپال نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''ظاہر ہے' اپنی رائے دے رہی ہوں۔''

''بہت شکریہ۔'' وہ اختصار سے بولا تو اس نے کہا۔

''میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟''

''تم..... بہت خوبصورت ہو' تمہارے حسن میں.....'' اس نے لہجے کو رومانوی بناتے ہوئے کہا۔

''نائیں جسی جی..... میرے حسن کے بارے میں نہیں' میری فائٹ کے بارے میں.....'' وہ ٹوکتے ہوئے بولی۔

''او..... ٹھیک ہے' لیکن ایک بات ہے' جب انسان اپنی بقا کی جنگ لڑ رہا ہو تو صورت حال مختلف ہوتی ہے پھر نہ فائٹ دیکھی جاتی ہے' اور نہ فائٹر..... بس پھر مدمقابل کو ختم کرنے کا سوچا جاتا ہے۔'' جسپال نے کہا تو وہ ہنستے ہوئے بولی۔

''یہ میرا دل رکھنے کو کہہ رہے ہو نا' کیونکہ میں جانتی ہوں کہ میں اچھی فائٹر نہیں ہوں' مجھے سیکھنے کا اتنا زیادہ موقع نہیں ملا۔''

''یہ ٹھیک کہا تم نے..... دراصل اسٹریٹ فائٹر' پروفیشنل فائٹر اور سیکورٹی فائٹر میں جتنا فرق ہے اتنا ایک مجرم اپنی الگ ذہنیت سے لڑتا ہے۔ اس کی اپنی نفسیات ہوتی ہے۔'' جسپال نے سنجیدگی سے کہا تو اس نے چند لمحے سوچتے ہوئے کہا۔

''کیا تم مجھے سکھاؤ گے..... میں.....''

''نہیں..... ! میں تجھے نہیں سکھاؤں گا۔''

''کیوں.....!'' وہ حیرت' دکھ اور استعجاب سے بولی تو جسپال نے اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیونکہ ایسے ملائی جیسے بدن والی لڑکی لڑتے ہوئے اچھی نہیں لگتی۔ اسے تو بس ملائمیت سے چھونے کو دل چاہتا ہے' تیرے اتنے خوبصورت چہرے پر اگر ایک خراش بھی آ گئی تو سمجھو حسن گہنا گیا اور میں تجھے اتنی ہی خوبصورت دیکھنا چاہتا ہوں۔''

''بالکل..... ! اگر وہ چڑیل تیرے سر پر کچھ مار دیتی اور وہ دونوں تمہیں.....'' اس نے چڑ کر کہنا چاہا تو جسپال ہنس دیا۔ مگر وہ خاموش نہیں ہوئی۔ ''تم ہنس رہے ہو' تم یہ شاعری کر کے بات کو گول مت کرو' بلکہ سیدھے کہہ دو کہ تم مجھے اس لائق ہی نہیں سمجھتے' کاش میں نے یونیورسٹی کے دنوں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں پوری توجہ سے سیکھ لیا ہوتا۔''

اس نے کہا تو جسپال سنگھ نے اپنا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ دیا اور اپنی انگلیوں کی پوروں سے اس کی گردن سہلاتے ہوئے بولا۔

''کوئی لڑکی اتنی جلدی سے میرے دل میں اپنی جگہ نہیں بنا سکی' جتنی جلدی تم نے بنائی ہے' میرے دل کی سب سے بڑی خوشی یہ ہوگی کہ تم میرے ہر وقت قریب رہو۔''

''میں کون سا دور رہنا چاہتی ہوں۔'' اس نے ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھپتھپایا اور پھر اسٹیئرنگ سنبھال لیا۔ وہ اندر سے پگھلنے لگ گئی تھی۔ جسے جسپال نے پوری طرح محسوس کر لیا تو بولا۔

''ہرپریت.....! فائٹر یونہی نہیں بن جاتا' اس کے لیے بہت کچھ کھونا پڑتا ہے' میں تجھے بہت کچھ سکھا دوں گا' لیکن تم ہر حالت میں میرا ساتھ دینے کا وعدہ کرو.....''

''میں تمہاری ہوں جسی.....!'' اس نے کہا تو ایسے لمحات میں چلتی ہوئی جیپ اچانک لڑکھڑا گئی جس پر فوراً ہی ہرپریت نے قابو پا لیا اور بریک لگا دیئے۔ تبھی وہ دونوں ہنس دیئے۔

''لاؤ..... گاڑی میں چلاتا ہوں۔'' جسپال نے کہا تو ہرپریت اتر کر دوسری طرف سے سوار ہوگئی۔ جسپال نے جیپ آگے بڑھائی تو ہرپریت نے اس کے کاندھے پر اپنا سر رکھ لیا۔ وہ سہانے سپنوں میں کھو جانا چاہتی تھی۔ لیکن تلخ حقیقت اس کے خوابوں کو زہر آلود کیے ہوئے تھی۔

انہی لمحات میں اس نے جسپال کا ہر طرح کے حالات میں ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا۔

☆ ☆ ☆

صبح کی سحر انگیزی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ مشرق سے طلوع آفتاب کے آثار واضح ہونے کو تھے۔ جب میں اپنی بائیک نکال کر گھر سے نکلا' میں اپنے معمول کے مطابق ڈیرے کی طرف نکل پڑا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں وہیں پر جا کر سو جاؤں کیونکہ رات بھر مجھے اور چھاکے کو نیند نہیں آئی تھی۔ کھانا کھانے کے بعد بہت دیر تک ہم چھت پر جا کر باتیں کرتے رہے تھے پھر میں وہیں چارپائی گھسیٹ کر لیٹ گیا جبکہ وہ باہر والے کمرے میں جا کر سو گیا تھا۔ کچھ دیر پہلے میں نے جا کر اسے دیکھا تھا' وہ وہاں نہیں تھا۔ میرے چھت پر سے نیچے اترنے سے پہلے ہی وہ چلا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے من میں تجسس تھا کہ جو کچھ بھی ہم نے رات کیا اس کا ردعمل کیا ہوا؟ سردار شاہ دین کے ڈیرے پر نہ صرف فائرنگ ہوئی تھی' بلکہ وہاں سے بندے اغوا کر لیے گئے تھے' جن کی لاشیں دور ویرانے میں پائی گئی تھیں۔ اصل سوال یہ تھا کہ کیا سردار شاہ دین انہیں کسی بھی صورت میں قبول کرتا ہے؟ یا پھر انجان بن جاتا ہے؟ وہ ملک سجاد کو کیا جواب دے گا؟ ملک سجاد کا ردعمل کیا ہوگا۔ وہ انتقام لینے کے لیے مزید طاقت استعمال کرے گا یا پھر خوف زدہ ہو کر خاموش ہو جائے گا؟ پیرزادہ کے بندے مارے گئے تھے۔ اس کا ردعمل کیا تھا؟ اور رندھاوا اس نے سارے کھیل کا کیا کیا تھا' جس کی بساط میں نے بچھا دی تھی۔ کیا دلبر اور ساتھی وہیں کنویں پر ہوں گے یا پھر کہیں ادھر ادھر ہو گئے ہوں گے؟ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں دلبر کے کنویں کی طرف سے ہو کر جاؤں مگر اس میں کافی حد تک رسک تھا۔ یا میرے معمول کے خلاف تھا' میں کم از کم اپنی طرف سے کوئی شک چھوڑنا نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چاہتا تھا۔ میں انہی سوچوں میں غلطاں گھر سے نکل کر چوک میں پہنچا تو کافی سارے لوگ جمع تھے۔ میں نے بھی ان کے قریب جا کر بائیک روک دی اور اونچی آواز میں پوچھا۔

''اوئے سب خیر تو ہے نا' یہ تم لوگ یہاں کیوں جمع ہو؟''

''اوئے جمالے.....! تجھے نہیں پتہ۔ یہاں تو پورے علاقے میں ہلچل مچی ہوئی ہے۔'' ایک جوشیلے نوجوان نے تیزی سے کہا تو میں نے اپنے اندر کا تجسس دباتے ہوئے لاپرواہی سے پوچھا۔

''کیا زلزلہ آ گیا تھا رات.....؟''

''اوئے' تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے' ادھر نو بندے ایک ہی رات میں قتل ہو گئے ہیں۔'' اس نے دیدے پھیلا کر یوں کہا جیسے مجھے ڈرا دینے کو ہو۔

''نو بندے.....؟'' میں نے تجسس سے پوچھا۔ ''اتنے بندے کس نے مار دیئے.....؟''

''یہ نہیں پتہ چلا۔ ان سب کی لاشیں تھانے میں ہیں۔ رات پولیس بھی ادھر پہنچ گئی تھی۔'' ایک دوسرے بندے نے مجھے معلومات دیں۔

''وہ تو ٹھیک ہے' پر اتنی جلدی پولیس وہاں کیسے پہنچ گئی' اور وہ بندے کون تھے؟'' میں نے پوچھا تو اس نے بتایا۔

''تین بندے تو پیرزادے کے تھے' اس کے گاؤں کی ساتھ والی بستی میراں شاہ میں رہتے تھے۔ باقی چھ کا پتہ نہیں چلا' وہ کوئی باہر کے تھے۔ سنا ہے وہ سارا دن اس علاقے میں پھرتے رہے ہیں۔''

''تھانے سے کچھ پتہ چلا؟'' میں نے پوچھا۔

''نہیں جی' وہاں سے کوئی آئے گا تو معلوم ہوگا۔'' اس نے جواب میں کہا تو میں نے بائیک اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

''لو بھئی ..... ہم تو اپنا کام کریں' پتہ چل ہی جائے گا۔''

میں انہیں وہیں باتیں کرتا چھوڑ کر ڈیرے کی طرف چل پڑا۔ میں جیسے ہی ڈیرے والی کچی سڑک پر مڑا مجھے ڈیرے کے باہر کھڑی شاہ زیب کی سفید کار دکھائی دی۔ اس لمحے مجھے یقین ہو گیا کہ سردار شاہ دین کو پتہ چل گیا ہے۔ میرے لیے یہ لمحات کسی امتحان سے کم نہیں تھے۔ میں اگر یہیں سے واپس مڑتا ہوں تو جو تھوڑا بہت شک تھا' وہ یقین میں بدل جاتا اور آگے جاتا ہوں تو پتہ نہیں میرے لیے وہاں کون استقبال کرنے کے لیے کھڑا ہوگا۔ اس قدر بے یقین حالات میں شاہ زیب اکیلا نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نے ایک طویل سانس لی اور پھر کسی بھی خطرے کی پرواہ کرتے ہوئے بائیک نہ روکی' بلکہ بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ بائیک اس کار کے برابر جا روکی۔

میں ہاتھ میں دودھ کا برتن لیے گیٹ کے اندر گیا تو شاہ زیب برآمدے میں پڑی ہوئی چارپائی پر نیم دراز تھا۔ مجھے دیکھتے ہی سیدھا کھڑا ہو گیا۔ میں نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کافی حد تک حیرت سے پوچھا۔

''شاہ زیب تم' اس وقت؟''

''تھانے جانا ہے' چلو گے میرے ساتھ۔'' اس نے میرے چہرے پر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کیوں نہیں' ضرور چلوں گا تم کوئی بندہ میرے گھر بھیج دیتے' میں تھوڑا تیار ہو جاتا' ایسی حالت میں.....'' میں نے کہتے ہوئے جان بوجھ کر فقرہ ادھورہ چھوڑ دیا۔

''یہ نہیں پوچھو گے کہ کیوں جانا ہے؟'' اس نے آہستگی سے پوچھا۔

''تھانے کوئی بندہ خیریت سے نہیں جاتا' اور ایسے بے وقت..... پھر میں راستے میں سن کر آیا ہوں کہ نو بندے قتل ہو گئے ہیں۔'' میں نے لاپرواہی سے کہا۔

''ہاں' اس سلسلے میں جانا ہے' چلو گے۔'' اس نے پوچھا۔

''کہہ تو رہا ہوں' چلو۔'' میں نے جواباً تیزی سے کہا۔

''آؤ پھر میری گاڑی میں چلتے ہیں۔'' اس نے یوں کہا جیسے میرا ردعمل دیکھنا چاہ رہا ہو۔

''چل۔'' میں نے اس سے پہلے قدم بڑھا دیئے۔ گیٹ کی طرف جاتے ہوئے میں نے بھیدے کو دودھ گھر پہنچا دینے کا کہا اور اس سے پہلے گیٹ سے باہر تھا۔ ہم دونوں تقریباً ایک ساتھ ہی کار میں بیٹھے اور پھر کچھ ہی دیر بعد ہم تھانے کی جانب چل دیئے۔

میرے ذہن میں فقط ایک ہی بات گونج رہی تھی۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ سردار شاہ دین کو اس کارروائی کے بارے میں مجھ پر شک نہ ہو۔ اسے پورا یقین ہو گا' شاید وہ کسی عملی کارروائی سے پہلے اعصاب کی جنگ لڑ رہا تھا۔ اپنے یقین کو پختہ کر رہا تھا یا پھر مجھے کہیں لے جا کر' تشدد کر کے' یہ سب اگلوانے کے لیے لے جایا جا رہا تھا۔ اب جو کچھ بھی تھا' میں ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا نہیں چاہتا تھا۔ عملی طور پر میں نے سرداروں سے ٹکر لے لی تھی۔ گویا خود کو آگ میں جھونک دیا تھا۔ اب جو ہو گا' وہ دیکھا جائے گا۔ میں کسی بھی غیر متوقع صورتحال کے لیے خود کو تیار کر چکا تھا۔ میں اعصاب مضبوط کیے اس کے ساتھ والی پسنجر سیٹ پر بیٹھا رہا۔ شاہ زیب نے کوئی بات نہیں کی۔ بلکہ انتہائی سنجیدگی سے ڈرائیونگ کرتا رہا تھا۔ جب اس نے کوئی بات نہیں کی تو مجھے بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ہم گاؤں کی حدود سے باہر نکل آئے تھے اور قصبے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ یہی وہ راستہ تھا جہاں مجھے انتہائی درجے کا محتاط ہونا تھا۔ کسی وقت بھی کچھ ہو سکتا تھا۔

مگر.....! کچھ نہ ہوا۔ تھانے کا گیٹ آ گیا اور وہ اپنی کار سمیت اندر چلا گیا۔ افضل رندھاوا اپنے کمرے میں تھا۔ ہم کار سے نکل کر اس جانب بڑھ گئے۔ اس کے کمرے میں جب ہم داخل ہوئے تو ایک نگاہ ہم پر ڈال کر وہ کاغذات میں الجھ گیا۔ ہم چند لمحے کھڑے رہے تو شاہ زیب نے کہا۔

''بہت مصروف ہو رندھاوا صاحب۔'' یہ کہتے ہوئے وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور مجھے بھی ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو میں بیٹھ گیا۔

''ہاں' یار بہت۔'' یہ کہتے ہوئے وہ دوبارہ کاغذوں میں الجھ گیا۔ پھر اُس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا' اور طنزیہ انداز میں کہا۔

''تجھے کس نے کہا ہے کہ میرے آفس میں' کرسی پر بغیر اجازت کے بیٹھ جاؤ۔''

''یہ میرے ساتھ آیا ہے اور میں نے اسے کہا ہے۔'' شاہ زیب نے تیز انداز میں کہا تو وہ بولا۔

''یہ آپ کے ساتھ نہ آیا ہوتا تو میں اسے ابھی اس کمرے سے دھکے دے کر نکال دیتا۔ اس کی اتنی حیثیت ہے کہ یہ میرے سامنے بیٹھ سکے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''لیکن اتنی ہمت ہے انسپکٹر کہ میں نے تمہاری ''پھرکی'' گھما دی تھی۔'' میں نے مسکراتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا تو شاہ زیب نے جھنجلاتے ہوئے کہا۔

''او چھوڑو یار۔ میں کس مقصد کے لیے آیا ہوں اور تم لوگ کیا بات لے کر بیٹھ گئے ہو۔''

''آپ بولو کیا بات ہے؟'' رندھاوے نے غصے میں کہا تو اس نے ٹھہرے ہوئے انداز میں پوچھا۔

''لاشیں کہاں ہیں؟''

''شہر بھجوادی ہیں پوسٹ مارٹم کے لیے..... ان میں سے دو کی شناخت ابھی نہیں ہو سکی۔'' اس نے عام سے لہجے میں کہا۔ پھر چند لمحے رک کر اس نے تجسس آمیز انداز میں پوچھا۔ ''باقی آپ بتائیں گے' شناخت کر لیں گے انہیں؟''

''جب باقی شناخت کر لیے گئے ہیں تو ان دو کی شناخت کا کیا مسئلہ ہے؟'' شاہ زیب نے کہا۔

''اس لیے کہ وہ آپ کے ڈیرے پر تھے۔ وہیں فائرنگ ہوئی ہے مگر لاشیں ڈیرے سے دور ویرانے میں ملی ہیں۔ ان میں سے تین بستی میراں شاہ کے تھے' مقامی' یہ سب کیا ہے سردار جی۔'' آخری لفظ کہتے ہوئے اس کے لہجے میں طنز اتر آیا تھا۔ تبھی شاہ زیب نے اس سے زیادہ طنز اور غصے میں کہا۔

''یہی تو معمہ ہے جسے حل کرنا ہے۔ اور اہم ترین سوال یہ ہے کہ آپ کو کس نے ان کے متعلق بتایا' آپ کب پہنچے؟ اور کسی سے پوچھ تاچھ کیے بغیر وہاں سے لاشیں بھی اٹھا کر لے آئے.....؟''

''ہاں..... ! یہ سوال تو بنتا ہے لیکن آپ ایسا کریں' چائے پئیں' میں نے پیرزادہ وقاص کو بلوایا ہے' وہ یا ان کا کوئی بندہ یہاں پر آ جائے تو بات کرتے ہیں۔ میں فی الحال کاغذ مکمل کر لوں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ پھر سے کاغذوں میں الجھ گیا۔ بلاشبہ وہ ڈرامہ کر رہا تھا۔ کیونکہ اس نے اپنے کسی بندے کو چائے کا نہیں کہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ ہمیں نظر انداز کر رہا ہے۔ شاہ زیب پیچ و تاب کھاتا ہوا اس کی طرف دیکھتا رہا۔ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ پیرزادہ وقاص کی سیاہ جیپ وہاں آ رکی۔ وہ اس میں سے نکلا اور سیدھا رندھاوے کے دفتر میں آ گیا۔ اس نے ہمیں دیکھا' ہم سب سے مصافحہ کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا تو رندھاوے نے کاغذات ایک طرف کیے اور گہری سنجیدگی سے بولا۔

''پیرزادہ صاحب! آپ کے تین ملازمین قتل ہو گئے۔ میں نے اس سلسلے میں آپ کو بلایا ہے۔''

''ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ ہم اپنی فریاد لے کر تھانے میں نہیں آئے' بلکہ لاشیں اٹھا لینے کے بعد ہمیں تھانے میں بلا کر پوچھ رہے ہیں۔ میں پوچھ سکتا ہوں' یہ اتنی تیز رفتاری کیوں؟'' پیرزادہ وقاص نے کافی حد تک طنزیہ اور غصیلے لہجے میں پوچھا۔

''ابھی آپ کے آنے سے پہلے شاہ زیب نے بھی ایسا ہی سوال کیا ہے۔ تو آپ دونوں غور سے سن لیں۔ مجھے کل شام اوپر سے احکامات ملے تھے کہ علاقے میں کچھ مشکوک لوگ ہیں' انہیں پکڑ لیں' میرے مخبر بھی اطلاع دے چکے تھے۔ شام ہونے سے پہلے ہی بھاری نفری یہاں بھجوادی گئی۔ غور کریں' میری بات پر' میں نے نہیں منگوائی' بلکہ بھیج دی گئی۔ میں جانتا ہوں کہ آپ لوگوں کی رسائی یہاں تک ہے کہ میری اس بات کی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تصدیق آپ کر سکتے ہیں۔ میں مجبور تھا اور میں نے انہیں پکڑنا ہی تھا' لیکن.....'' یہ کہہ کر وہ خاموش ہوا تو شاہ زیب بولا۔

''لیکن کیا؟''

''میں جس وقت انہیں پکڑنے کے لیے ڈیرے کے قریب پہنچا تو وہاں سے کچھ دور فائرنگ ہوئی' میں نے وہ اپنے لیے الجھاوا ہی سمجھا اور ڈیرے پر گیا۔ وہاں آپ کے ملازمین نے بتایا کہ چھت پر فائرنگ ہوئی ہے۔ میں خود چھت پر گیا' وہاں آثار تو ملے مگر بندے نہیں تھے۔ میں نے فوراً علاقہ چھان لینے کا حکم دیا۔ اور یہ ساری لاشیں ایک جگہ سے مل گئیں۔''

''لیکن.....'' شاہ زیب نے کہنا چاہا مگر رندھاوے نے سختی سے کہا۔

''لیکن ویکن کچھ نہیں شاہ زیب! سیدھی سی بات ہے' یہ دونوں گروپ آپس میں لڑ کر مرے ہیں یا پھر انہیں کوئی تیسری پارٹی مار گئی ہے۔ یہ تو خیر' تفتیش سے معلوم ہو جائے گا' آپ لوگوں کو میں نے اس لیے بلایا ہے کہ جو حقیقت ہے وہ مجھے بتا دیں' یا پھر صلاح و مشورہ کر کے کوئی فیصلہ مجھے دے دیں' نہیں تو.....''

''نہیں تو کیا کریں گے آپ.....؟'' پیرزادے نے پرسکون انداز میں کہا۔

''میں کوئی دشمن دنیا تو نہیں ہوں' پیرزادہ صاحب' میں نے جو کچھ دیکھا ہے' وہی لکھ دیا ہے' ان کاغذات پر' فائلوں کا پیٹ بھر لیا ہے میں نے' دو چار گھنٹے بعد میں نے یہ رپورٹ ڈی ایس پی صاحب کو دے دینی ہے' پھر وہ جانیں اور آپ.....'' وہ فیصلہ کن انداز میں کہہ چکا تو پیرزادہ بولا۔

''میری طرف سے ابھی یہ طے کر لیں کہ آپ جو رپورٹ دیں گے وہ بالکل سچ پر مبنی ہونی چاہیے۔ باقی جو تفتیش ہونی ہے' اس کی نگرانی میں کرلوں گا۔ اب مجھے یہ پتہ نہ چلے کہ آپ نے ڈنڈی ماری ہے' اور ان مشکوک بندوں کا یہ ذکر ہی نہ کرو کہ وہ کس کے مہمان تھے۔''

''وقاص..... تم غلط سمجھ رہے ہو' سچ وہ نہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔'' شاہ زیب تیزی سے بولا۔

''نہیں شاہ زیب' نہیں' ایسے نہ کہو' میرے تین ملازم قتل ہوئے ہیں' انہیں چھوڑ دو' تم لوگوں کے ڈیرے پر اشتہاری پہلے بھی آتے جاتے ہیں' لیکن یہ کون تھے اور علاقے میں کیوں دندناتے پھر رہے تھے۔ مجھے اس سوال کا جواب دو۔''

''یہ بھی انہی اشتہاریوں کی طرح یہاں چند دن رہنے آئے تھے۔'' وہ تیزی سے بولا۔

''تو پھر انہیں بے لگام ہونے کی اجازت کس نے دی؟'' پیرزادہ نے پوچھا تو شاہ زیب خاموش رہا۔ پھر تیزی سے بولا۔ ''ہم بھی ڈیرے دار ہیں' اور یہ ساری باتیں سمجھتے ہیں۔''

''میں کہہ رہا ہوں نا کہ ہم بات کرتے ہیں' میں تجھے سمجھا دوں گا.....'' اس نے کہنا چاہا لیکن پیرزادہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

''بس.....! مجھے میرے سوال کا جواب دو یا پھر ان بندوں کے قتل کا حساب دینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ یہ تم اچھی طرح جانتے ہو' مجھے اپنا حساب لینا آتا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ کرسی سے اٹھ گیا۔ تبھی رندھاوے نے اس سے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تو پھر کیا کہتے ہیں؟''

''وہی جو میں نے کہا' ہم لوگ زبان رکھتے ہیں اور اپنی زبان کا پاس بھی کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم مردوں والی زبان دیتے ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے شاہ زیب کی طرف دیکھا بھی نہیں اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا تو وہاں پر خاموشی چھا گئی۔

''یہ اچھا نہیں ہوا۔'' شاہ زیب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''میں نے تو سوچا تھا کہ آپ دونوں کو بلا کر' کوئی مشورہ کر کے ہی رپورٹ فائنل کروں گا' مگر لگتا ہے پیرزادہ صاحب کے دماغ میں کچھ اور ہی چل رہا ہے۔''

''جمال' تم کیا کہتے ہو؟'' اچانک شاہ زیب نے مجھ سے پوچھا۔

''اس سے کیا پوچھتے ہو آپ' جس بندے کو اپنی خبر نہیں' اگر آپ کا ہاتھ اس پر نہ ہوتا تو اب تک یہ نجانے کس جیل میں پڑا سڑ رہا ہوتا۔'' رندھاوے نے انتہائی نفرت سے کہا۔

''رندھاوا صاحب' خیال کریں کہ یہ میرے ساتھ آیا ہے۔'' شاہ زیب نے غصے میں کہا۔

''یہی تو کر رہا ہوں' ورنہ اب تک اس کے چھتر مار کر تھانے سے بھگا نہ دیا ہوتا۔'' اس کا لہجہ ہنوز غصیلہ تھا۔ اس وقت تک پیرزادہ اپنی جیپ سمیت وہاں سے چلا گیا تھا۔ تبھی شاہ زیب اٹھا اور بغیر ہاتھ ملائے کمرے سے باہر چلا گیا۔ میں نے بھی وہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا' میری اور رندھاوے کی نگاہیں ایک لمحے کے لیے چار ہوئیں تو اس نے خفیف سا اشارہ کیا۔ میں جسے فوراً تو نہ سمجھ سکا لیکن اس پر غور کرنے لگا۔

ہم دونوں کار کے قریب آ گئے تھے۔ شاہ زیب کے چہرے پر انتہائی درجے کی سنجیدگی تھی۔ وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا' پھر فوراً ہی لپک کر اندر چلا گیا۔ اس بار وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر اندر نہیں گیا تھا۔ وہ نجانے کیا بات کرنا چاہتا تھا۔ اس لمحے مجھے رندھاوے کی خفیف اشارے کی سمجھ آ گئی۔ میں ٹہلتا ہوا تھانے سے باہر آ کر کھڑا ہو گیا۔ تبھی میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مجھ سے کچھ فاصلے پر چہرے پر کپڑا لیے چھاکا بائیک پر کھڑا تھا۔ میرا دل اچانک ہی خوشی سے بھر گیا۔ میں نے اسے رکنے کا اشارہ کیا' اور وہیں ٹہلنے لگا' تبھی اندر سے شاہ زیب کی کار نکلی اور میرے قریب روک دی۔ تب میں نے اسکے پاس جا کر کہا۔

''مجھے ذرا یہاں تھوڑا کام ہے' میں وہ کر کے آتا ہوں' تم جاؤ۔''

''ایسا کام اچانک کیا پڑ گیا؟'' اس نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کئی دنوں سے سوچ رہا تھا' مجھے کسی بندے سے ملنا ہے' تم جاؤ' میں آ جاؤں گا۔'' یہ کہہ کر میں نے اس کی سنی ان سنی کرتے ہوئے اپنا رخ اس طرف کر لیا جدھر چھاکا میری پشت پر تھا۔ شاہ زیب چلا گیا تو میں کچھ دیر مزید وہیں رکا رہا۔ پھر چھاکے کی طرف چل پڑا۔ وہ بائیک اسٹارٹ کر کے میرے پاس آیا۔ میں اس کے پیچھے بیٹھ گیا تو اس نے بائیک بھگا دی۔ میں ایک بہت بڑے خطرے سے دوچار ہونے والا تھا۔ یہی اشارہ مجھے رندھاوے نے دیا تھا۔ مجھے میرے سوالوں کا جواب مل گیا تھا' اب میں نے صورتحال کے مطابق اپنا آئندہ لائحہ عمل ترتیب دینا تھا۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جسپال اپنے کمرے میں تھا۔ وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا' جہاں ہری بھری فصلیں دور تک پھیلی ہوئی دھوپ میں چمک رہی تھیں۔ بظاہر وہ اس مناظر میں کھویا ہوا تھا لیکن اس کا دماغ کہیں اور تھا۔ وہ مسلسل من راج اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں سوچتا چلا جا رہا تھا۔ بلاشبہ ان میں کھلبلی مچ چکی ہوگی۔ اپنے تئیں انہوں نے کوئی سراغ تو نہیں چھوڑا تھا لیکن جلد یا بدیر وہ اس تک پہنچ ضرور جائیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ رویندر سنگھ یا اس کی اولاد کو اس کی اُوگی پنڈ میں آمد کے بارے میں پتہ نہ چلا ہو' یقین اس وقت ہو جانا تھا جب وہ اس تک پہنچ کر اپنا آپ ظاہر کر دیتے۔ جسپال یہی چاہ رہا تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح خود اس کی جانب بڑھیں لیکن اتنی جلدی کوئی موقع ہاتھ نہیں آ سکا تھا۔ اس نے اپنے طور پر تو سوچا ہوا تھا کہ کیا کرنا ہے' اور وہ ایسا ہی کرتا اگر یہ پولیس آفیسر والا معاملہ درمیان میں نہ آ جاتا۔ ان چند دنوں میں تو یہاں کے ماحول ہی سے مانوس نہیں ہو پایا تھا۔ اب معاملہ یہ نہیں رہا تھا کہ وہ ان کی طرف سے ''کچھ'' ہونے کا انتظار کرتا' بلکہ خود آگے بڑھنا تھا۔ اس نے شہد کے چھتے میں ہاتھ تو ڈال دیا تھا۔ اب سکون کی امید رکھنا بے کار تھا اور ماحول سے مانوس ہونے کا بہانہ فضول تھا۔ سوچ کی رَو جیسے ہی اس طرف گئی' اس کے من سے بڑی خوش کن سی آواز ابھری۔

''کیا واقعی تم اس ماحول سے مانوس نہیں ہوئے؟''

''یہ کیا سوال ہے؟'' اس نے سوچا۔

''یہ حقیقت ہے جسپال سنگھ جسّی جی' اگر مانوس نہ ہوتے تو ہرپریت کے سحر انگیز حسن سے یوں مات نہ کھا جاتے' وہ محض حسن کا مجسمہ نہیں' ایک خوبصورت آفت بھی ہے' گزری رات تم نے ذرا سی جھلک دیکھ لی تھی۔ اب کیا خیال ہے؟''

''ہاں..... وہ پرت در پرت کھلتی چلی جائے گی اور مجھے حیران کر دے گی۔''

یہ سوچتے ہی وہ ان لمحات میں کھو کر لذت محسوس کرنے لگا جب جوش و غصے میں بھری ہرپریت اس کے ساتھ لگی دشمنوں سے نبرد آزما تھی۔ وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔ تبھی اسے یوں لگا جیسے ہرپریت نے اس کی گردن میں اپنی بانہیں حمائل کر دی ہوں۔ جسپال نے انہیں بڑی نرمی سے تھام لیا تو اچانک اس پر عیاں ہوا کہ وہ کھلی آنکھوں سے کوئی خواب نہیں دیکھ رہا' بلکہ حقیقت میں وہ اس کے اس قدر قریب ہے' اس کی زلفوں کا سایہ اس پر تھا اور وہ بڑی نرمی سے پوچھ رہی تھی۔

''جسّی جی..... کیا سوچ کر مسکرا رہے ہو؟''

''تمہیں سوچ کر.....'' اس نے بڑے خلوص سے کہا۔ وہ اٹھلاتے ہوئے بولی۔

''میری اتنی کہاں حیثیت کہ مجھے سوچتے ہوئے تم ساری دنیا سے غافل ہو جاؤ' یہاں تک کہ کسی کے کمرے میں آ جانے کا بھی پتہ نہ چلے۔''

''بچی' تجھے سوچ رہا تھا' جس طرح تو نے رات' اس لڑکی کو مارا' اور پھر.....''

''بس بس..... بس..... میں سمجھ رہی تھی کہ تم کوئی رومانٹک خیال سوچ رہے ہو۔'' یہ کہہ کر وہ لمحہ بھر کو رکی اور پھر پوچھا۔ ''پھر کیا سوچا' مجھے فائٹ سکھانے کا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دیکھو..... بے بے سے اجازت لے کر دے تو..... تمہاری کوئی ہڈی پسلی ٹوٹ گئی تو پھر اُن سے مار کون کھائے گا۔'' جسپال نے مزاح میں کہا' تب وہ اسے دیکھتی رہی پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔

''چلو آؤ..... ابھی اجازت لے کر دیتی ہوں' پھر اس کے بعد ہی کھانا کھائیں گے۔ چلو انوجیت بھی گھر پر ہے۔''

جسپال نے اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور پھر اٹھ کر اس کے ساتھ چل دیا۔ وہ دونوں ماں بیٹا ڈائننگ ٹیبل پر اس کا انتظار کر رہے تھے۔

''ست سری اکال بے بے جی۔'' جسپال نے کہا اور میز کے قریب کرسی پر انوجیت کے ساتھ بیٹھ گیا۔

''ست سری اکال پتر! واہ گرو تم پر..... کرے..... چل پتر پرشاد ے شکھ لے.....'' بے بے نے ممتا بھرے لہجے میں کہا اور اپنے سامنے نیپکن درست کرنے لگی۔ کھانے کے دوران جسپال نے انوجیت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یار..... !تم تو اتنے بزی ہو گئے ہو' شکل ہی نہیں دکھاتے۔''

''معاملات ہی کچھ ایسے ہیں' کھانے کے بعد تفصیل سے بتاؤں گا۔'' اس نے گہرے انداز میں کہا اور خاموش ہو گیا۔ چند لمحے یونہی گزر گئے تو ہرپریت نے بے بے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''بے بے جی' آپ جسی کو اجازت دیں کہ یہ مجھے فائٹ سکھائے' میں نے صبح بتایا تھا نا۔''

''تو جان اور تیرے کام' اگر جسی پتر سمجھتا ہے کہ تجھے یہ سیکھنا چاہیے تو ٹھیک ہے' مجھے کوئی اعتراض نہیں۔''

''ویسے بے بے جی' میں یہی سمجھتا تھا کہ ہرپریت کو اچھا کھانا بنانا آنا چاہیے۔ گھر داری سیکھنی چاہیے لیکن اب مجھے لگتا ہے کہ اپنی حفاظت کے لیے اسے یہ بھی سیکھ ہی لینا چاہیے۔'' جسپال نے کہا تو انوجیت بولا۔

''جسپال..... !ابھی تمہیں آئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں لیکن جس طرح دن گزرتے جائیں گے' اس طرح تم یہ جان جاؤ گے کہ ہم ہی نہیں پوری سکھ قوم حالتِ جنگ میں ہے اور یہ جنگ ہم پر مسلط کر دی گئی ہے۔ ہر امرت دھاری سنگھ قربان ہونے کے لیے ہے۔''

''مجھے احساس ہے انوجیت۔'' جسپال نے کہا اور پھر سے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا پھر ان کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے کھانا ختم کیا اور اٹھ کر باہر لان کی طرف چل دیئے۔ بے بے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ وہ دونوں لان میں آ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ دھوپ تیز تھی مگر اچھی لگ رہی تھی۔ وہ چند لمحے خاموش رہے پھر انوجیت ہی نے کہا۔

''مجھے ہرپریت نے نہیں بتایا' لیکن تمہاری رات کی کارروائی کے بارے میں مجھے معلوم ہو گیا ہے' کہیں یہ سب کچھ تم نے جلدی میں تو نہیں کر دیا؟''

''نہیں انوجیت۔ جلدی میں نہیں' ٹھیک وقت پر کیا ہے۔ میں نے انہیں صرف یہ احساس دلانا ہے کہ میں یہاں پر اکیلا نہیں ہوں' ان پر خوف طاری کرنا تھا۔ یہ اس صورت میں ہے' جب انہیں یقین ہو جائے کہ یہ سب میں نے کیا ہے۔''

''تمہارا نیٹ ورک ہے یہاں پر.....'' اس نے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں' میرا نہیں' کسی اور کا ہے.....'' جسپال نے اختصار سے کہا۔

''پرائے بازوؤں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا' اپنے بازو.....'' انوجیت نے کہنا چاہا تو وہ تیزی سے بولا۔

''میں جانتا ہوں' کتے کو جب تک روٹی ڈالتے رہو وہ وفادار رہتا ہے اور جب روٹی نہ بھی ڈالو تب بھی وہ وفادار رہتا ہے' یہ جانور کی خصلت ہے' لیکن انسان اس وقت بدتر ہو جاتا ہے جب وہ روٹی بھی کھاتا رہے اور ڈس لے..... سانپ کی یہ خصلت ہے کہ وہ دودھ پلانے والے کو بھی ڈس لیتا ہے۔ یہ نیٹ ورک کوئی دھرم یا کسی مذہب کا نہیں ہے' یہ جرائم پیشہ لوگوں کا ایک سنڈیکیٹ ہے۔ عالمی سطح پر۔''

''اور تم کہیں اس کا حصہ تو نہیں ہو؟'' انوجیت نے سرسراتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔

''حصہ تو نہیں لیکن اس کے بہت قریب ہوں۔ میری وجہ سے انہوں نے بہت فائدہ حاصل کیا ہے۔ بظاہر ان کی پہلی ترجیح دولت ہے' لیکن میں نہیں سمجھتا کہ وہ صرف دولت ہی کے لیے ایسا سب کچھ کر رہے ہیں۔ ان کی ترجیحات کچھ اور ہیں جنہیں میں بھی اب تک نہیں سمجھ پایا ہوں۔''

''منشیات.....'' وہ دھیرے سے بولا۔

''نہیں' میں نے اب تک کسی بندے کو نہیں دیکھا کہ وہ منشیات کے کاروبار میں ملوث ہو یا پھر خود ایسی چیزوں کا عادی ہو۔ میرا اپنا ایک اندازہ ہے کہ وہ صرف طاقت چاہتے ہیں۔ کیوں' اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔'' جسپال نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا تو انوجیت چند لمحے خاموش رہا' پھر بولا۔

''اس پولیس آفیسر کو ہماری سکھ تنظیم نے ختم کیا ہے۔ جن لڑکوں نے اسے قتل کیا ہے' وہ اب بھی اسی علاقے میں موجود ہیں۔ قتل کا کوئی سراغ ان کے پاس نہیں ہے' سوائے ایک دو نمبروں کے' جس پر اس پولیس آفیسر کو دھمکیاں دی گئی تھیں۔ اس بارے میں وہ لوگ کنفرم نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ نمبر کسی کے ذاتی نہیں' پبلک فون بوتھ سے ہیں۔ جو جالندھر میں ہیں۔ خیر..... ! یہ کنفرم بات ہے کہ وہ ان قاتلوں تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ چاہیں جو مرضی کر لیں۔ وہ بے سہارا لوگ نہیں ہیں' انہیں پورا تحفظ ہے۔ اب یہ جو کمیشن بنا ہے' اس نے کسی کے بھی گلے میں پھندا ڈال دینا ہے۔ رویندر سنگھ نے یہ پھندا تمہارے گلے میں ڈالنا چاہا۔ اسی لیے من راج سنگھ کو ادھر بھیجا پھر جو انہوں نے چاہا' وہی ہو گیا۔''

''مطلب..... وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ میں کیا کر سکتا ہوں؟''

''میرے خیال میں..... انہوں نے تم پر نگاہ بھی رکھی ہو گی اور تم ہرپریت کے ساتھ.....''

''انوجیت مجھے لگتا ہے' تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ تم ایسے کرو' دو دن تک اپنے کمرے میں رہو' تمہارا فون آف ہونا چاہیے۔ بس آرام کرو۔'' جسپال نے گہری سنجیدگی سے کہا تو اس نے پوچھا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟''

''میں ٹھیک کہہ رہا ہوں یار..... ! اگر ایسی کوئی صورتحال ہوتی نا تو وہ جالندھر والا گھر میرے لیے چوہے دان ثابت ہوتا۔ من راج کسی لڑکی کے ساتھ عیاشی نہیں بلکہ میرے انتظار میں ہوتا۔'' اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''لیکن میری اطلاعات غلط نہیں ہوسکتیں؟'' اس نے احتجاج کرنے والے انداز میں کہا تو جسپال ایک لمحے کو اس کی طرف دیکھتا رہا' پھر چونک کر اس کی طرف دیکھا تو وہ بولا۔ ''ہمارے بندے بھی ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ کوئی غلط اطلاع نہیں دیتے۔''

''ٹھیک..... ! میں مان لیتا ہوں پھر یوں ممکن ہے کہ تمہاری سکھ تنظیم کے لوگ نگاہ میں ہوں گے' میں نہیں..... میں مانتا ہوں اور میں استعمال بھی کرتا ہوں کہ جدید ترین آلات بندے کی لوکیشن کے بارے میں معلوم کر لیتے ہیں۔ میں نے یہ آپشن ذہن میں رکھا ہے۔ اب تمہیں اندازہ ہو گیا ہوگا کہ میں نے جلدی نہیں' وقت پر انہیں ٹھکانے لگایا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ میرے گرد گھیرا تنگ کریں' میں نے ان کا حصار ہی توڑ دیا۔''

''اس کا مطلب ہے کہ تمہیں شاید ہی ہماری ضرورت پڑے.....؟'' انوجیت نے پوچھا۔

''ایک پرانی کہاوت ہے نا' دوست وہ جو مصیبت میں کام آئے..... اسی طرح دشمن وہ ہوتا ہے جو دھوکے سے وار کرے اور منافق وہ ہوتا ہے جو تمہیں ختم کرنے کے لیے بڑے صبر سے وقت کا انتظار کرے اور موقع ملتے ہی تمہیں ختم کرنے کی کوشش کرے۔ دھوکا وہ بھی دے گا۔ اس لیے اپنے سائے سے بھی چوکنا رہو۔ کیونکہ مصیبت کے وقت ہی دشمن کا' منافقوں کا اور بے غیرتوں کا پتہ چلتا ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو' تم اگر ان کے نیٹ ورک میں اپنے بندے داخل کر سکتے ہو تو کیا وہ تمہاری سکھ تنظیم میں نہیں ہوں گے؟''

''ایسا ممکن ہے.....'' انوجیت نے سر سراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر یہ جان لو کہ اب کوئی راز' راز نہیں ہے۔ ایک میدان جنگ ہے اور ہم لڑ رہے ہیں۔ جس کا وار چل جائے گا' اور یہ ذہن میں رکھنا انوجیت' میری لڑائی کسی دھرم کے لیے نہیں ہے۔ مجھے صرف اپنا ذاتی انتقام لینا ہے۔ بس.....''

''مجھے تمہاری صاف گوئی اچھی لگی میں چاہوں گا اگر تم ضرورت محسوس کرو تو مجھے ضرور کہنا۔'' اس نے یاس بھرے لہجے میں کہا۔

''تم اس قدر اجنبیت سے کیوں کہہ رہے ہو میرے دوست..... اصل میں تم میرے ذاتی دوست کی حیثیت سے نہیں ایک سکھ تنظیم کے فرد کی حیثیت سے سوچ رہے ہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دھرم کی سیوا چھوڑ دو' میں کہتا ہوں کرو' ہر مذہبی انسان کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارے۔ لیکن ان قوتوں کا کیا کیا جائے جو یہ بھی نہیں کرنے دیتیں۔ جان لو کہ طاقت ہی بنیادی چیز ہے ورنہ دوسرے تم لوگوں کو کچل کر آگے بڑھ جائیں گے۔ تم ایک سکھ تنظیم کے فرد ہو تم رہو' لیکن میرے معاملے کو اس سے خلط ملط مت کرو۔''

''تم بھی تو ایک سکھ ہو۔ اگر تمہارے سامنے دھرم کا کوئی معاملہ آ جائے تو تم کیا کرو گے؟'' اچانک انوجیت نے اس سے پوچھا۔

''یہ تو اس معاملے کی نوعیت پر ہوگا نا میرے یار' میں تمہیں ایک مثال دیتا ہوں' سکھ دھرم میں دستار کی اہمیت اس قدر ہے کہ سر کٹا دیں لیکن دستار کی عزت پر آنچ نہ آنے دیں..... کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔''

''بالکل ایسے ہی ہے۔'' وہ تیزی سے بولا۔

''اب مجھے یہ بتاؤ' میں کہیں بے بس ہو جاؤں' اور وہ لوگ میری دستار اتار کر مٹی میں رول دیں تو کیا مجھے آرام سے سر کٹا دینا چاہیے؟'' جسپال نے سکون سے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں' جہاں تک ہو سکے' ان کا سرکاٹ دینا چاہیے۔'' وہ جوش اور جذبے سے بولا۔

''لیکن اگر میں سرکاٹ لینے کی پوزیشن ہی میں نہیں ہوں' بلکہ بے بس ہوں' تب مجھے کیا کرنا چاہیے' سکون سے اپنا سران کے سامنے پیش کر دینا چاہیے' کہ میں اپنی دستار کی حفاظت نہیں کر سکا۔'' جسپال نے کہا تو انوجیت الجھتے ہوئے بولا۔

''تم کہنا کیا چاہ رہے ہو؟''

''یہی کہ میں دھرم کے لیے کمزوری کا باعث نہ بنوں' بلکہ اگر میری جان جاتی ہے تو اس سے دھرم مضبوط ہو۔ میں وہ وقت ہی نہ آنے دوں جب کوئی میری دستار کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ میں اپنے ذاتی معاملے کے لیے دھرم کو استعمال نہ کروں اور جہاں تک تمہارا سوال ہے کہ اگر دھرم کا معاملہ میرے سامنے آجائے تو میں کیا کروں گا۔ میں یہ دیکھوں گا کہ دھرم کو فائدہ کیسے ہوگا' جان دے دینے سے یا اس معاملے کو نظر انداز کر دینے سے..... یہ جان لو انوجیت کہ طاقت کا غلط استعمال بھی شکست کی طرف لے کر جاتا ہے۔''

''تم تو بڑے سخت قسم کے خیال رکھتے ہو۔'' انوجیت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم سکھوں نے اپنی طاقت کا بے جا استعمال کیا ہے اور ہم ابھی تک ایسے معاملات میں الجھے ہوئے ہیں' جسے ہندو ہماری کمزوری بنا کر ہمیں نہ صرف مزید کمزور بنا رہے ہیں بلکہ ظلم در ظلم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں' دربار صاحب میں شہیدوں کی یادگار بنانے کا معاملہ ہے' چل رہا ہے نا.....''

''ہاں! چل رہا ہے۔'' انوجیت نے کہا۔

''انہی شہیدوں کے لیے نا' جو نہتے مارے گئے' اندرا حکومت نے اپنی پوری طاقت لگا کر انہیں ختم کیا' اب سکھ کمیونٹی' اپنے ہی مذہبی ادارے میں' اپنے ہی لوگوں کے لیے ایک یادگار بنانا چاہتی ہے' لیکن نہیں بنا پا رہے' کیوں؟ پنجاب کے سکھ، پوری دنیا کے سکھ..... اسے کیوں نہیں بنا پا رہے۔''

''کانگریس حکومت نہیں چاہ رہی.....'' انوجیت نے دھیرے سے کہا۔

''میں یہ پوچھتا ہوں' حکومت روبوٹ چلاتے ہیں یا انسان.....؟'' جسپال نے جوش سے پوچھا۔

''انسان ہی چلاتے ہیں۔''

''یعنی گوشت پوست کے انسان..... جو منافق ہیں' کیا انہیں کسی شے کا خوف نہیں ہے' سکھ دھرم کے لوگ انہیں اتنا بھی خوف نہیں دے سکتے..... کہ یادگار کے معاملے میں اپنی دشمنی سے باز آجائیں..... ایک شخص سنت جرنیل سنگھ بھنڈراوالا تھا' جس نے اندرا حکومت کی نیندیں اڑا دی تھیں۔ آج اس جیسا ایک بھی بندہ ہوتا تو یادگار کب کی بن چکی ہوتی۔ اب سنو' میں کیا سوچتا ہوں۔''

''کہو.....'' وہ بولا۔

''یادگار کے لیے میں کسی ایک بھی سکھ کا قتل نہیں چاہتا۔ مطلب' اس کے لیے کوئی تحریک چلے اور سامنے سے گولیاں کھالی جائیں..... یہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بے وقوفی ہے..... بلکہ خود کو ایسا بنالیا جائے کہ وہ خوف زدہ ہو کر خود کہیں ہم اس راہ میں مزاحمت نہیں کریں گے' جو سکھ قوم چاہے وہی ہوگا۔'' جسپال نے کہا تو انوجیت نے پوچھا۔

''یہ کیسے ممکن ہے؟''

''دو محاذوں پر لڑنا ہوگا۔ سکھ اتحاس (تاریخ) کے لیے نئی نسل کو بتانا ہوگا' اپنی خامیوں کو دور کر کے طاقت ور قوم بننا ہوگا۔ خصوصاً پنجاب کے سکھوں کو بہت مضبوط ہونا ہوگا۔ دنیا بھر کے سکھ ان کے لیے جان اور مال قربان کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔'' جسپال سنگھ نے جوش بھرے لہجے میں کہا تو انوجیت کافی دیر تک خاموش رہا' پھر بولا۔

''میں سمجھ گیا ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو' تم جو چاہو سو کرو' میں بہر حال تمہارے لیے ہر طرح سے حاضر ہوں۔''

''اچھا' چھوڑو ان باتوں کو..... میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ حویلی کے لیے.....''

''ہاں.....! وہ میں نے ایک ٹھیکیدار سے بات کی تھی۔ وہ آج کل میں آجائے گا۔'' انوجیت نے کہا۔

''وہ آنہیں جائے گا' اسے ابھی بلاؤ' بلکہ اسے کہو کہ چند مزدور وہاں بھیجے' میں آج ہی اس کا کام شروع کراؤں گا۔ اس کا بھی ایک مقصد ہے..... فوراً فون کرو۔''

''میں ابھی کرتا ہوں.....'' انوجیت نے کہا اور اپنے سیل فون سے رابطہ کرنے لگا۔

تقریباً دو گھنٹے بعد جسپال سنگھ' انوجیت سنگھ اور ہرپریت کور اپنی جیپ میں گھر سے نکلے۔ ان کا رخ اوگی پنڈ کی طرف تھا۔ ٹھیکیدار سے بات ہوگئی تھی اور مزدور اس حویلی کے سامنے پہنچ چکے تھے۔ انوجیت ڈرائیونگ کر رہا تھا اور وہ تینوں خاموش تھے۔ کچھ ہی دیر بعد وہ سڑک پر تھے اور پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے گاؤں میں داخل ہوگئے۔ جسپال دوسری بار اس گاؤں میں آیا تھا۔ پہلی بار اس کے جذبات میں غصہ' بے بسی اور مات ہوجانے کا احساس تھا' اب ویسا نہیں تھا' بلکہ اس میں ہیجان' انتقام اور بھڑ جانے کا حوصلہ موجود تھا۔ شاید اسی سے ان میں کوئی بات نہیں ہو رہی تھی' سبھی اپنی اپنی جگہ سوچ رہے تھے۔ یہاں تک کہ گاڑی ان کی حویلی کے سامنے جا رکی۔ سامنے ہی کچھ مزدور کھڑے تھے اور ان کے ساتھ ایک خوش پوش نوجوان سنگھ کھڑا تھا۔ اس کی طرف اشارہ کر کے انوجیت نے بتا دیا کہ یہی ٹھیکیدار ہے۔ وہ گاڑی سے اتر کر ان کی قریب گئے' ملنے ملانے کے بعد جسپال نے کہا۔

''ٹھیکیدار جی..... آپ نے کام دیکھ لیا؟''

''جی' دیکھ لیا۔'' اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

''کتنے دنوں میں ہوگا یہ کام؟'' اس نے پوچھا۔

''یہی کوئی ایک ہفتہ لگ جائے گا.....'' اس نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

''رقم کی پرواہ نہیں کرنی۔ سب کچھ آپ نے کرنا ہے۔ بس نیم کے درخت کا خیال رکھنا ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے بڑے نوٹوں کی دو گڈیاں جیب سے نکالیں اور اس کی طرف بڑھا دیں۔ ''یہ رکھیں' مزید کی ضرورت ہوگی تو مل جائیں گے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ٹھیک ہے جی' میں ابھی سے کام شروع کروا دیتا ہوں۔'' ٹھیکیدار نے کہا تو جسپال نے ایک نگاہ حویلی پر ڈالی' جس کی خستہ حالت نے اس کے اندر بھڑکتی ہوئی آگ کو مزید ہوا دے دی۔ اسے خود پر قابو پانے میں چند منٹ لگے۔ اس دوران انوجیت نے ٹھیکیدار سے کہا۔

''تمہیں جو بات پوچھنی ہو' یا کچھ کہنا ہو' مجھ سے رابطہ رکھنا۔''

''جی ٹھیک ہے۔'' اس نے جواب دیا۔ تو وہ تینوں اپنی گاڑی میں بیٹھنے کے لیے واپس پلٹے تبھی ان کے قریب ایک کار آن رکی۔ جس کے رُکتے ہی پسنجر سیٹ سے ایک لمبا تڑنگا جوان برآمد ہوا۔ اس نے شلوار قمیص کے ساتھ ویسٹ کوٹ پہنی ہوئی تھی۔ سر پر گہرے نیلے رنگ کی پگڑی' سیاہ داڑھی مونچھیں اور پاؤں میں سیاہ رنگ کا جوتا پہنا ہوا تھا۔ اس دوران پچھلی نشستوں سے تین باڈی گارڈ اسلحہ لیے برآمد ہوئے۔

''بلجیت سنگھ' رویندر سنگھ کا بیٹا' جو ادھر کا سرپنچ ہے۔'' انوجیت نے آہستگی سے جسپال کو بتایا تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ تبھی وہ ان کی طرف دیکھتا ہوا قریب آ گیا اور ان کے پاس آ کر طنزیہ اور حقارت بھرے لہجے میں بولا۔

''میرے بارے میں انوجیت نے تمہیں بتا ہی دیا ہوگا' نہیں معلوم تو پورا تعارف کراؤں.....''

''تم سے تعارف ہی کے لیے نہیں' پوری جان پہچان ہی کے لیے تو ادھر آؤ گی میں آیا ہوں۔ اچھا ہے تو خود ہی چل کر میرے پاس آ گیا۔ ورنہ میں نے تو تجھے ملنا ہی تھا۔'' جسپال نے غراتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ اس دوران گاؤں کے لوگ بھی ان کے اردگرد اکھٹا ہونا شروع ہو گئے تھے۔

''اش کے بھئی اش کے..... بڑے عرصے بعد کوئی میرے سامنے بولا ہے۔ خیر دیکھ لیتے ہیں' جتنا بولتے ہو' اتنا برداشت بھی کر لیتے ہو۔'' اس کا لہجہ ہنوز حقارت آمیز تھا تو جسپال نے کہا۔

''یہ تو وقت بتائے گا نا بلجیت' کون کیا ہے؟''

''وقت ہم نے کہیں سے لینے جانا ہے۔ ابھی دیکھ لیتے ہیں۔'' اس نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا۔

''مرد ہو تو اپنی زبان پر قائم رہنا۔ بھاگنا نہیں' آؤ' ابھی ہاتھ میں ہاتھ ڈال لیتے ہیں۔'' جسپال نے اپنا ہاتھ کھول کر اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

''مجھ تک پہنچنے کے لیے تمہیں کئی ہاتھوں سے لڑنا ہوگا۔ جبکہ.....''

''اوئے میں تمہاری بات کر رہا ہوں' بلجیت..... پرائے بازوؤں پر تو ہیجڑا بھی بات کر لیتا ہے۔'' جسپال نے طنزیہ انداز میں کہا تو بلجیت کے چہرے پر کئی بل آ گئے۔ بلاشبہ وہ سمجھ چکا تھا کہ جسپال اسے کس راہ پر لا رہا ہے۔ اس لیے بات بدلتے ہوئے بولا۔

''وقت آنے پر تیرے ساتھ پنجہ بھی لڑا لوں گا' فی الحال تو میں سرپنچ کی حیثیت سے آیا ہوں' تجھے کس نے اجازت دی ہے کہ اس حویلی کے بارے میں کوئی بھی فیصلہ کر سکے۔''

''یہ حویلی میرے پرکھوں کی ہے' جو یہاں کے بے غیرت بزدلوں کے دھوکے کا شکار ہو گئے تھے۔ دل تو کرتا ہے کہ ان بے غیرتوں کو ختم کرنے کے بعد ہی اسے ٹھیک کراؤں' مگر میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں اس حویلی کا وارث یہاں آ گیا ہوں۔ اب جس میں ہمت ہے تو وہ مجھے روک لے.....''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں روکنے آ گیا ہوں تمہیں..... تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ تم اس حویلی کے وارث ہو اب اگر ہمت ہے تو بات کرو.....'' بلجیت نے انتہائی غصے میں کہا۔ کیونکہ جسپال نے اس کے سامنے ہی اس کے بڑوں کو گالی دے دی تھی۔

''بولو.....! کیا کروں' جس سے تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ میں تمہاری بات نہیں مانتا۔'' اس نے بلجیت کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''پورا گاؤں گواہ ہے کہ تم نے میری بات نہیں مانی' تم اس حویلی کے اندر داخل ہو کر دکھا دو۔'' اس کی چہرے پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔

''لو پھر' میں جا رہا ہوں..... اگر تم میں ہمت ہے تو مجھے روک لو.....'' جسپال نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی جیکٹ میں ڈالے اور حویلی کے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ اسی لمحے بلجیت کے باڈی گارڈوں نے اپنی گنیں سیدھی کیں اور اس پر تان لیں۔ وہاں پر کھڑے ہر شخص نے اپنی سانسیں روک لیں۔ وہ جسپال کو حویلی کے ٹوٹے ہوئے پھاٹک کی جانب بڑھتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ تبھی ہرپریت تیزی سے اپنی جیپ کی جانب بڑھی اور ڈیش بورڈ سے اپنا پسٹل نکال کر وہیں بیٹھ گئی۔ انوجیت اس سارے منظر کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تبھی جسپال حویلی کے پھاٹک کے اندر پہنچ گیا پھر وہیں کھڑے ہو کر اس نے بلجیت کو پکارا۔

''اوئے بلجیت.....! میں اپنی حویلی کے دروازے پر کھڑا ہوں' اس حویلی کے دروازے پر جسے بے غیرتوں نے آگ لگائی تھی اور میرے بڑوں کو زندہ جلایا تھا۔ میں یہاں کھڑے ہو کر عہد کرتا ہوں کہ میں نے بھی ان بے غیرتوں کو زندہ جلانا ہے۔ اب اگر تم میں ہمت ہے تو روک لو۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی دونوں جیبوں سے دو پسٹل نکال لیے۔ صورتحال انتہائی خطرناک ہو گئی تھی۔ شاید بلجیت کو اس کی طرف سے اس قدر مزاحمت کی امید نہیں تھی' یا پھر کوئی اور بات تھی' وہ تذبذب میں کھڑا اس کی طرف دیکھتا چلا جا رہا تھا کہ انوجیت آگے بڑھا اور بولا۔

''بلجیت.....! اگر تم چاہتے ہو کہ یہاں کوئی خون نہ ہو تو ابھی پلٹ جاؤ۔ ورنہ کوئی نہیں جانتا' کس کی لاش یہاں گر جائے۔''

''میں ایک ایک کو دیکھ لوں گا۔'' بلجیت نے کہا اور اپنے لوگوں کو اشارہ کر کے واپس گاڑی میں جا بیٹھا۔ وہ مصلحت سے کام لے کر اس ٹکراؤ سے بچ جانا چاہتا تھا۔ اسے جسپال کے اندر کی شدت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک مر جاتا تو کسی کو کوئی فرق نہیں پڑنے والا تھا۔ مصیبت تو اسے ہی ہونا تھی' سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے..... ایسے ہی موقع کے لیے' اس نے خود پر قابو پایا اور وہاں سے چلا گیا۔ آخر وہ گاؤں کا سرپنچ تھا۔ اتنی تو عقل تھی اس میں۔ اس نے جسپال کے اندر بھڑکنے والی آگ کی تپش کا اندازہ کر لیا تھا۔ وہ چلا گیا۔ تو جسپال نے ایک طویل سانس لی پھر ٹھیکیدار کے قریب آ کر بولا۔

''تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں' میں صبح سے لے کر شام تک یہیں بیٹھا کروں گا' تم اپنا کام شروع کرو۔ میں دیکھتا ہوں کون روکتا ہے۔'' تبھی ٹھیکیدار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''او بھا۔جی' آپ فکر نہ کرو' اب ہفتے میں نہیں' صرف تین دن میں کام ختم ہو گا۔''

''اور تم یقین رکھنا' تجھے روکنے کوئی نہیں آئے گا' تم آرام سے کام کرو، تین کے چھ دن لگاؤ۔'' جسپال نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کوئی بات کیے بغیر جیپ کی طرف بڑھا۔ انوجیت ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تو جیپ چل دی۔ جسپال تیزی سے اپنے اگلے قدم کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں اور چھا کا بائیک بھگائے نورنگر کی طرف جا رہے تھے۔ چھا کا میرے پیچھے اس لیے نہیں آیا تھا کہ اسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ میں شاہ زیب کے ساتھ گیا ہوں اور مجھے خطرہ ہے' بلکہ دلبر کے کنویں پر سردار شاہ دین کے لوگوں نے پوچھ تاچھ کی تھی۔ وہ کتوں کی طرح ہر اس بندے کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے' جس کا کسی نہ کسی حوالے سے کوئی تعلق میرے ساتھ بنتا تھا۔ یہ میرے لیے حیرت انگیز بات نہیں تھی۔ یہ تو اب کوئی راز نہیں رہا تھا کہ ملک سجاد کے بھیجے ہوئے لوگ مجھے ہی قتل کرنے آئے تھے اور ان کے بارے میں سردار شاہ دین کی اجازت اور مرضی شامل تھی جو وہ اس کے ڈیرے پر آ کر ٹھہرے تھے۔ اب ان کا قتل نہ صرف سردار شاہ دین کے لیے چیلنج تھا بلکہ اس کے علاقے پر حاکمیت پہ سوال اٹھ گیا تھا۔ اپنے علاقے میں دشمنی کچھ الگ تاثر رکھتی ہے' لیکن یہ انتہائی بری بات تھی کہ اپنے ہی علاقے کے بندے کو مارنے کے لیے کوئی دوسرا یہاں کے کسی بڑے سے تعاون لے' ملک سجاد نے تو بڑے مان اور کروفر سے اپنے بندوں کو بھیجا ہوگا کہ وہ مجھے قتل کر کے چپ چاپ واپس لوٹ جائیں گے۔ لیکن اب صورت حال یہ بن گئی تھی کہ اگر وہ سردار شاہ دین اس بات کو مانتا ہے کہ وہ ملک سجاد کے بندے تھے تو پورے علاقے میں نہ صرف اس کا تاثر خراب ہوتا بلکہ نفرت بھی پھیل جاتی' ورنہ پیرزادے کے بندے مر جانے کی وجہ سے پیرزادے کے ساتھ شاہ دین کو دشمنی کرنا پڑتی۔ رندھاوا اگر مجھے بروقت اطلاع نہ دیتا تو شاید میں ان کے دھوکے میں آ جاتا۔ اب میرے ذہن میں فقط ایک ہی سوال تھا کہ رندھاوے کا اس میں کیا فائدہ ہے؟ یہ تو وقت آنے پر ہی مجھے معلوم ہو سکتا تھا' فی الحال مجھے گاؤں پہنچ کر اپنے بندوں کا تحفظ کرنا تھا۔ خصوصاً دلبر کے لوگوں کا..... ان میں' اگر کوئی پھٹ گیا تو پیرزادے کی دشمنی مول لینی پڑ جائے گی۔ مجھے گاؤں میں داخل ہونے کے لیے شاہ دین کی حویلی کے سامنے سے ہو کر جانا تھا۔ اگرچہ وہ سڑک سے ذرا ہٹ کر تھی لیکن اس کے بندے وہیں سڑک پر بھی موجود ہوتے تھے۔ میں کسی بھی متوقع صورت حال کے لیے پوری طرح تیار تھا۔ مگر حویلی اور اس کے اردگرد کہیں بھی کوئی ہلچل نہیں تھی۔

میں اور چھا کا گاؤں میں داخل ہو گئے اور چوک میں اچھو کریانے والے کی دکان پر جا ٹھہرے' چوک میں برگد کے درخت تلے گاؤں کے بہت سارے لوگ جمع تھے۔ عموماً وہاں لوگ جمع رہتے تھے' لیکن اس دن کچھ زیادہ تعداد تھی۔ بلاشبہ وہاں پر علاقے میں ہونے والے واقعات پر تبصرہ آرائی ہو رہی تھی۔ میرے رکتے ہی لوگوں نے میری طرف دیکھا اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ میں نے جاتے ہی اچھو سے کہا۔

''فون ملاؤ..... وہی جو تو نے مجھے دیا تھا۔''

''ابھی ملاتا ہوں.....'' اس نے کہا' پھر دکان میں کھڑے گاہکوں کو تیزی سے نمٹانے لگا۔ چند منٹوں بعد اس نے وہ نمبر ملا کر مجھے دیا۔ چند گھنٹیاں جانے کے بعد فون ریسیو کر لیا گیا' تو میں نے اس کی ہیلو کے جواب میں کہا۔

''ملک سجاد ہی بات کر رہے ہو نا' یا اپنا فون کسی اور کو دے دیا ہے؟''

''بکواس کرو..... کون ہو تم؟''

''وہی' جس کو مارنے کے لیے تم نے اپنے بندے بھیجے تھے۔''

''اوہ..... تم..... جمال.....'' اس نے غراتے ہوئے کہا تو میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں تو تیرے انتظار میں تھا' تو نے خود آنے کی دھمکی دی تھی۔ اب ہیجڑوں کی طرح بندے بھیج دیے۔''

''لگتا ہے تو میرے ہی ہاتھوں سے بوٹی بوٹی ہوگا۔'' اس نے بھنا کر جواب دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تو آ ؤنا' کس نے روکا ہے ورنہ مجھے بتاؤ' میں آ جاتا ہوں' مرد کی زبان ہوتی ہے' ہیجڑے اپنی بات سے پھرتے ہیں۔''

''لے پھر انتظار کر' میں آ رہا ہوں۔ شام سے پہلے میں تم تک پہنچ جاؤں گا۔''

''نہ آئے تو..... اپنا پتہ بتاؤ.....'' میں نے طنزیہ انداز میں پوچھا تو وہ گالیاں بکنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔ میرا کام ہو گیا تھا۔ میں نے ریسیور رکھا اور پیدل ہی چند قدم کے فاصلے پر برگد کے درخت تلے موجود لوگوں کے درمیان ایک چارپائی پر آ بیٹھا تو ایک بزرگ سے بندے نے کہا۔

''اُو پتر.....! نو قتل ہو گئے علاقے میں..... کچھ پتہ چلا کیا ہوا ہے' کس وجہ سے ہوئے.....''

''چاچا..... ! تو اچھی طرح جانتا ہے کہ لڑائی ان بڑے لوگوں کی ہوتی ہے اور مرتے ہیں غریب غربا' ان کے گیٹ پر ہی غریب بندوقیں لے کر ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے نوجوانوں کو ان کی خدمت کرنے کے لیے بھیجتے ہو اور پھر پوچھتے ہو یہ قتل کیوں ہوئے۔'' میں نے غصے میں کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے بولا۔

''تیرا کیا مطلب ہے' یہ سرداروں اور پیزادوں کی آپسی لڑائی میں مارے گئے؟''

''ممکن ہے' میلے پر کیا ہوا تھا' نور نگر کے لوگوں نے پیزادوں کے بندے زخمی نہیں کیے تھے جو اب تک ہسپتالوں میں پڑے ہیں۔ کیا پیرزادوں نے چوڑیاں پہنی ہوئی ہیں۔ پر دکھ اس بات کا ہے' جو بھی مرے ہیں غریب ہی مرے ہیں۔''

''مجھے نہیں لگتا جمالے کہ یہ پیرزادوں کی لڑائی ہے' چھ بندے باہر کے ہیں' اپنے علاقے کے نہیں۔'' اُس نے شک بھرے انداز میں کہا۔

''اب یہ تو سردار ہی جانتا ہے نا کہ وہ بندے کہاں سے لایا تھا اور کیوں؟ یہ سوال اس سے پوچھنا چاہیے؟'' میں نے کہا تو وہ قدرے تذبذب سے بولا۔

''یہاں سب لوگ یہ جانتے ہیں کہ وہ چھ بندے کل مختلف جگہوں پر تیرا پوچھ رہے تھے۔ لگتا ہے انہیں تیرے ساتھ کوئی دشمنی تھی۔''

''اگر ایسا ہے تو پھر ان چھ لوگوں کا سردار کے ڈیرے پر کیا کام؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا نا کہ سردار مجھے قتل کروانا چاہتا تھا۔ چاچا..... ! یہ بھی چال ہے ان سرداروں کی..... میری دشمنی ان بندوں کو بتا کر خود پیرزادوں کے سامنے سچا ہو جائے۔ میں تو کہتا ہوں گاؤں کے بڑوں کو اکٹھا کریں اور چلیں سردار کے پاس اور جا کر پوچھیں.....'' میں نے وہ بات کہہ دی جس کے لیے میں ان کے پاس آیا تھا۔

''بات تو تیری ٹھیک ہے۔'' چاچے نے سر ہلا کر کہا تو دوسرے لوگ بھی اس کے ہمنوا ہو گئے۔ تبھی ان میں سے ایک نوجوان نے کہا۔

''اب اگر..... یہ ریت پڑ گئی کہ باہر سے بندے منگوا کر یہاں کے بندوں کو مارا جائے' تب دونوں طرف سے بندے تو ہمارے ہی علاقے کے مریں گے' ہو سکتا ہے کل ہماری باری ہو۔ کیا ان بڑوں کی لڑائی میں ہم ہی غریبوں کو مرنا ہے؟''

''اب یہ سوچنا تو آپ سب کو ہے' ہمیں سوچنا ہے' رات بستی میراں شاہ کے تین بندے مرے' کل نور نگر کے مر جائیں گے ہم غریبوں کے گھر ہی کیوں اجڑیں' وہ لوگ خود کیوں نہ اس آگ میں جلیں' جنہوں نے یہ آگ لگائی ہے۔'' میں نے سب کی طرف دیکھ کر کہا۔

''اب دیکھو..... ! کتنی بڑی کمینگی ہے کہ ان مرنے والے لوگوں کے بارے میں اپنے ہی گاؤں کے لوگوں سے پوچھ تاچھ کر رہے ہیں'

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انہیں دھمکیاں دے رہے ہیں۔ پیرزادوں سے کیوں نہیں پوچھتے۔'' ایک جوشیلے نوجوان نے غصے میں کہا تو میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''دیکھیں جی' مرنا تو ہے ایک دن' مگر یوں بے مقصد مرنا' کم از کم مجھے گوارا نہیں۔ دیکھنا' میں یہ سوال سردار شاہ دین سے کروں گا' وہ مجھے کوئی جواب نہیں دے گا' بلکہ میری موت چاہے گا' آج میں مروں گا' کل تم اور تمہارے بچے ماریں گے یہ لوگ..... فیصلہ اب آپ لوگوں کو کرنا ہے۔''

میں نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا اور پلٹ کر بائیک کی طرف بڑھا' میں نے ادھر ادھر دیکھا' وہاں چھا کا نہیں تھا تبھی اچھو کریانے والے نے کہا۔

''چھا کا کہہ گیا ہے کہ وہ گھر سے ہو کر تمہاری طرف آتا ہے۔''

مجھے اس کا یوں اچانک غائب ہو جانا کچھ عجیب سا لگا۔ اس لیے اضطراری طور پر میں اپنے گھر کی جانب بڑھا۔ گلی صاف تھی۔ میں نے کھلے ہوئے گیٹ کو دھکیلا اور بائیک سمیت اندر چلا گیا۔ تبھی مجھے باہر والے کمرے میں چھا کا کھڑا دکھائی دیا۔ وہ میری جانب ہی دیکھ رہا تھا۔ میں جلدی سے اس طرف بڑھ گیا۔ اندر وہی کل والا بندہ بیٹھا ہوا تھا جو رندھاوے کی طرف سے مجھے ملنے آیا تھا۔ میں ہاتھ ملا کر اس کے پاس بیٹھ گیا تو وہ بولا۔

''اوپر سے سختی کے ساتھ ہدایت آ گئی ہے کہ ان نو بندوں کے قاتلوں کو فوراً پکڑا جائے۔''

''رندھاوے نے کیا رپورٹ دی ہے اپنے افسروں کو؟'' میں نے تجسس سے پوچھا۔

''انہوں نے تو یہی رپورٹ دی ہے کہ یہ سرداروں اور پیرزادوں کی آپس کی دشمنی کا نتیجہ ہے۔ دونوں طرف سے رندھاوا صاحب پر کوئی دباؤ نہیں' وہ جو دباؤ بھی ڈلوا سکتے ہیں اوپر ہی سے ڈال رہے ہیں۔ کیونکہ ان اشتہاریوں کے سر پر قیمت تھی۔ جس کا کریڈٹ انہیں جاتا ہے۔ رندھاوا صاحب کی کوشش یہی ہے کہ اسے پولیس مقابلہ دکھایا جائے۔ پیرزادے اس پر راضی نہیں ہو رہے ہیں۔'' اس بندے نے سمجھایا۔

''ایسے تو سردار بھی نہیں مانیں گے۔ ان کے ڈیرے پر فائرنگ ہوئی۔ ان کا نام بھی آئے گا؟'' میں نے کہا۔

''اسی وجہ سے وہ کسی تیسرے گروپ پر یہ سب کچھ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اب دیکھیں کیا بنتا ہے۔'' اس نے کہا اور چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بولا۔ ''رندھاوا صاحب نے کہا ہے' ملک سجاد کو آپ فون کر کے دھمکی دیں۔ اسے کسی طرح یہاں لانے پر اکسائیں اور کبھی اس کے علاقے میں جانے کی غلطی نہ کریں۔ وہ آ گیا تو معاملے کی نوعیت بدل جائے گی' کیونکہ ہمارے ڈی ایس پی صاحب کی ان سے پرانی دشمنی ہے۔''

''مطلب تم لوگ اسے ٹریپ میں لا رہے ہو۔'' میں نے سنجیدگی سے پوچھا تو وہ کاندھے اچکا کر بولا۔

''ایسے ہی ہوگا' آپ کے لیے ایک اور پیغام یہ ہے کہ آج رات آپ لوگوں کے درمیان رہیں۔ کچھ بھی کریں لیکن گاؤں میں لوگوں کے درمیان رہیں۔''

''کیوں؟'' میں نے تیزی سے پوچھا۔

''یہ میں نہیں جانتا۔'' اس نے بے بسی سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر میں ملک سجاد کو فون کر دیتا ہوں' اسے یہاں آنے پر اکساتا ہوں تو پھر اگر وہ آ گیا تو مجھے ہی اس کا سامنا کرنے پڑے گا۔ وہ اکیلا تو آنے سے رہا اور.....''

''وہ جس وقت وہاں سے چلا' اس وقت یہاں آپ کے پاس اطلاع پہنچ جائے گی۔ ہم کوئی غافل تو نہیں بیٹھے۔'' اس نے تیزی سے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جواب دیا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔ ''میں اب چلتا ہوں' آپ محتاط رہیں۔''

''ٹھیک ہے۔'' میں نے اس سے ہاتھ ملایا تو وہ چھا کے کے ساتھ باہر نکل گیا۔

گھر کے اندر اماں میرے انتظار میں تھی۔ زندگی میں پہلی بار انہوں نے مجھے ایسی نگاہوں سے دیکھا کہ میں دہل کر رہ گیا۔ میں نے آگے بڑھ کر اماں کو اپنی بانہوں میں لے لیا اور پیار سے پوچھا۔

''اماں..... ! کیا بات ہے' ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟''

''اتنی آگ ہے تیرے اندر..... اتنی نفرت..... اتنا غصہ..... نو بندے..... ایک ہی رات میں.....'' انہوں نے یوں اٹک اٹک کر کہا جیسے یہ سب کچھ کہتے ہوئے انہیں بہت دکھ ہو رہا ہو۔ تب میں نے کہا۔

''ہاں ماں..... بچپن سے اس آگ میں جل رہا ہوں..... اتنی دیر سے بھڑکتی ہوئی آگ..... اپنا کچھ تو اثر رکھتی ہے۔''

''میں کیسی ماں ہوں پتر..... ! جس نے خود تجھے اس آگ میں دھکیل دیا۔ ماں تو اپنے بیٹے کو بڑا آدمی بنانے کے نہ صرف خواب دیکھتی ہیں بلکہ پوری جان لگا دیتی ہیں..... اب تو جس راہ پر چل پڑا ہے' پتہ نہیں کب تیرا ساتھ.....'' یہ کہتے ہوئے ان کی آواز بھرا گئی۔

''تو فکر مت کر ماں..... میں ایسے نہیں مرنے والا' مروں گا تو اپنے دشمنوں کو برباد کر کے ہی مروں گا..... تو بس میرے لیے دعا کرتی رہا کر.....'' میں نے اماں کو دلاسا دیتے ہوئے کہا تو انہوں نے میرے چہرے کو غور سے دیکھا' پھر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

''بیٹا..... تیرے لیے ہی تو دعا کرتی ہوں' شاید اسی لیے زندہ ہوں..... چل تو بیٹھ میں تیرے لیے کھانا لاتی ہوں۔''

''ہاں..... یہ ٹھیک ہے۔ صبح سے کچھ بھی نہیں کھایا۔'' میں نے کہا اور اماں سے الگ ہو کر منہ ہاتھ دھونے لگا۔

اس وقت دوپہر ڈھل رہی تھی۔ جب میں بائیک لے کر دلبر کے کنویں کی طرف چل دیا۔ چھا کا واپس نہیں لوٹا تھا۔ میں اس کے گھر بھی گیا لیکن وہ صبح سے ہی واپس نہیں پلٹا تھا۔ میں اس وقت دلبر کے کنویں پر جا رہا تھا' میں گاؤں سے نکل کر کنویں کے راستے پر تھا کہ سامنے سے دور ایک جیپ کنویں کی طرف بڑھتی ہوئی دکھائی دی۔ ایک دم سے مجھے یوں لگا کہ اس میں بیٹھے لوگوں کے ارادے ٹھیک نہیں ہے۔ ایک لمحے کے لیے میں نے سوچا کہ تجھے کیسے خبر ہو گئی۔ پھر خود پر ہنس دیا کہ رات بھر سے یہی سوچتا چلا آ رہا ہوں اور ایسے ہی خطرناک حالات سے گزرتا رہا ہوں۔ ایسے میں خیالات بھی شک آلود ہو گئے ہیں۔ یہ فطری سی بات ہے کہ جب انسان مخدوش حالات میں سے گزرتا ہے یا اسے کہیں تھوڑا بہت بھی خطرہ محسوس ہوتا ہے تو وہ بے حد چوکنا ہو جاتا ہے۔ بقا کی جنگ میں تو بلی بھی انسان کے گلے پڑ جاتی ہے۔ جس بندے کا کوئی دشمن نہ ہو' وہ ایسے تجربات سے نہیں گزر سکتا' لیکن جب دشمنی ہو' خطرہ محسوس ہوتا ہو' یا منافقوں کو ان کے بلوں سے نکالنا ہو تو پھر فطرت ایسی ایسی صلاحیتوں سے نوازتی ہے کہ بندہ خود حیران رہ جاتا ہے۔ یہیں سے منفی اور مثبت سوچ دو مختلف راہوں پر لے جاتی ہے۔ وہ منافق جو پہلے ہی حسد کی آگ میں جل رہا ہوتا ہے' وہ کبھی اچھا نہیں سوچ سکتا اور جو اپنی بقا کی جنگ لڑتا ہے اور مثبت سوچ رکھتا ہے' فطرت بھی اس کا ساتھ دیتی ہے کہ عمل اس کی سوچ کا اظہار ہوتا ہے۔ میں انہی خیالات میں کھویا ہوا' بائیک لیے جا رہا تھا' میرے اردگرد کھیت تھے اور ہری بھری فصلیں' گندم کی بالیاں ابھی آ رہی تھیں۔ میں انہی رنگوں میں الجھا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ کنویں پر پڑی۔ وہ جیپ وہیں کھڑی تھی۔ مجھے لگا کہ میرے دماغ نے خطرے کا الارم یونہی نہیں بجایا۔ کچھ ہے' میں نے بائیک

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہیں روکی اور فصلوں کی آڑ لیتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا' کنواں نسبتاً اونچی جگہ پر تھا۔ میرے درمیان صرف ایک کھیت کا فاصلہ تھا' آگے کچے کمرے اور پھر وہ لوگ تھے' دلبر اور اس کے ساتھ چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور چار بندے ان پر اسلحہ تانے کھڑے تھے۔ میں نے غور سے دیکھا' دلبر کے پاس ہی چھاکا بیٹھا ہوا تھا۔ صورتحال بہت عجیب سی ہو رہی تھی۔ میں نے اگرچہ اپنا پسٹل نکال لیا تھا' لیکن ان پر فائر نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے چند لمحے مزید وہیں رکے رہنے کا فیصلہ کیا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ ان کی پشت میری طرف تھی۔ میں اس انتظار میں تھا کہ کسی ایک کا چہرہ تو میری طرف ہوتا کہ مجھے معلوم ہو جائے وہ کون ہیں؟ میں اگر ایک پر بھی فائر کرتا تو سامنے بیٹھے ہوئے لوگ باقی تینوں کا نشانہ ضرور بن جائے۔ میرے لیے لمحہ لمحہ قیمتی تھا۔ میں اچانک سامنے بھی نہیں آنا چاہتا تھا کہ کوئی گھبرا کر فائر ہی نہ جھونک دے۔ تبھی حملہ آوروں میں سے ایک نے کہا۔

''دلبر بتا دے' بتا دے دلبر! ہمارے تینوں بندے وہاں تک کیسے پہنچے۔ ان کی دشمنی صرف تیرے ساتھ تھی۔''

اس کے اس فقرے سے میں سمجھ گیا کہ وہ کون ہو سکتے ہیں۔ بلاشبہ وہ پیرزادہ کے بندے تھے۔ تبھی میں نے سامنے آئے بغیر کہا۔

''میں بتاتا ہوں کہ وہ کیسے وہاں گئے۔''

مجھے پورا یقین تھا کہ وہ ضرور چونکے ہوں گے اور ان کا دھیان میری طرف ہوا ہوگا۔ مجھے پتہ تھا کہ چھاکے کے لیے اتنی مہلت ہی کافی ہوگی۔ میں چند لمحے رک کر سامنے آیا تو چھاکا اور دلبر دو بندوں پر حاوی ہو چکے تھے۔ اور باقی دونوں سے نبرد آزما تھے۔ میں نے اونچی آواز میں کہا۔

''اوئے چھوڑ دو ان کو..... لیکن ہتھیار لے لو.....''

چند لمحوں میں ہی ان کی گنیں چھین لی گئیں۔ وہ نہتے ہو گئے۔ میں آگے بڑھا اور ایک چارپائی پر بیٹھ گیا۔ وہ چاروں میرے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے سامنے پڑی چارپائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ جھجکتے ہوئے بیٹھ گئے۔ باقی ان کے اردگرد کھڑے ہو گئے۔

''دیکھو..... اگر ہم چاہیں تو ابھی تم چاروں کو اپاہج بنا کر واپس بھجوا دیں۔ اور..... بھجوا بھی دیں گے اگر تم لوگوں نے غلط بیانی کی تو.....''

یہ کہہ کر میں نے ایک لڑکے سے کہا۔ ''پانی پلاؤ ان لوگوں کو۔''

میرے یوں کہنے پر وہ حیرت سے میری طرف دیکھنے لگے۔ وہ لڑکا پانی لینے چلا گیا تو میں نے کہا۔ ''سچی بات کرنی ہے' صرف سچی..... بولو' کس نے بھیجا ہے۔''

''پیرزادہ وقاص نے.....'' ان میں سے قدرے ادھیڑ عمر بندے نے کہا۔

''کیوں.....؟'' میں نے پوچھا۔

''قتل ہونے والوں کی دلبر سے بھی دشمنی تھی۔ اس لیے پوچھنے آ گئے۔''

''خود آئے ہو یا پیرزادے نے بھیجا ہے؟'' میں نے پھر سے پوچھا۔

''انہوں نے ہی بھیجا ہے۔'' اس بندے نے دوبارہ کہا تو میں چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔

''تو پھر اسے جا کر بتا دو' دلبر نے وہ بندے نہیں مارے' بلکہ ان تو واردوں نے مارے ہیں' اور ہم سب ان کے چشم دید گواہ ہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وہ کیسے؟'' ادھیڑ عمر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''اب تم لوگ بچے تو نہیں ہو کہ یہ باتیں پولیس تک پہنچائی جائیں۔ اصل واقعہ یوں ہے کہ میں اور دلبر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان چھ کو مارنے گئے تھے' سردار کے ڈیرے پر' وہاں صرف دو ہی تھے۔ باقی چار ہمیں نہیں ملے' وہاں ان سے سامنا ہوا' کچھ پٹاخہ بازی ہوئی اور ہم نے انہیں قابو میں کرلیا۔ ان سے باقیوں کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ نزدیک سے کہیں شراب لانے گئے ہیں۔ انہیں بھٹی کے بارے میں پتہ تھا' ہمیں بھی معلوم تھا' ہم جب وہاں پہنچے تو ان میں مڈبھیڑ ہو چکی تھی اور زخمی حالت میں پڑے تھے۔ تمہارے تینوں لوگ مارے جا چکے' ان میں سے صرف ایک زندہ تھا' اسے ہم نے مار دیا۔ پھر سبھی کو چھوڑ کر واپس آ گئے۔''

''کیا یہ سچ ہے جمالے.....؟'' اس بندے نے پوچھا۔

''بالکل سچ' سولہ آنے سچ.....'' میں نے پورے اعتماد سے کہا۔

''بات ہضم نہیں ہوئی.....'' وہ پھر بولا۔

''تو پھر کیا لینے آئے ہو یہاں..... تمہاری دشمنی تو سردار سے بھی ہے' اس کے پاس کیوں نہیں گئے۔ اس لیے کہ انہیں تم لوگ ڈرا دھمکا نہیں سکتے۔ جاؤ' جا کر پیرزادے سے کہو ان بے چارے غریبوں کو نہ ستائے' بلکہ ان سرداروں سے پوچھے کہ وہ چھ نووارد یہاں کیوں تھے' اس سوال کا جواب دے دیں گے تو پھر ان کے قاتل بھی مل جائیں گے۔ یہ میرا پیغام دے دینا پیرزادے کو..... جاؤ اب۔''

''اوئے جمالے۔! انہیں یونہی جانے دے رہے ہو، انہوں نے ہم پر اسلحہ تانا ہے' تم نہ آتے تو شاید یہ ہمیں.....'' دلبر نے کہا تو میں نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا۔

''دیکھو، پیرزادے وقاص کی میرے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اور نہ ہی میں اس سے دشمنی کرنا چاہتا ہوں' انہیں پانی پلاؤ اور جانے دو۔''

''نہیں' جمالے نہیں، میرے کنویں پر کوئی مجھ پر اسلحہ تانے' یہ کیسے ہو سکتا ہے' کل کلاں کوئی ایرا غیرا اسلحہ لے کر یہاں چڑھ دوڑے گا' نہیں انہیں یونہی نہیں جانے دوں گا، چاہے تو بھی میرا دشمن بن جائے۔'' دلبر انتہائی غصے میں تھا' اس نے اپنے قریب کھڑے لڑکے سے گن پکڑی اور اس کا بولٹ مار دیا۔

☆.....☆.....☆

(امجد جاوید کا یہ دلچسپ اور طویل ناول ابھی جاری ہے، باقی واقعات اگلی قسط میں پڑھیے)

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY